مسلسل اشاعت کے 57 سال

بیاد
شیخ الحدیث
مولانا عبدالحق ؒ

بانی: سمیع الحق

سرپرست اعلیٰ: مولانا انوار الحق

مدیر اعلیٰ: مولانا راشد الحق سمیع

دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کا علمی و دینی مجلہ

ماہنامہ الحق

680 / رمضان ۱۴۴۳ھ اپریل ۲۰۲۲

Reged No.p-90 Monthly " Al-Haq " Akora Khattak

(پرشکوہ مجوزہ ماڈل) عظیم الشان تعمیری منصوبہ

جامع مسجد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب

جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

زیر تعمیر جامع مسجد دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک (برلب جی ٹی روڈ اکوڑہ خٹک)

الائیڈ بینک جہانگیرہ۔ اکاونٹ نمبر: 0001003536384001 2(0123) برانچ کوڈ

1 لاکھ فٹ کورڈ ایریا۔ 3 منزلہ۔ کشادہ ہال۔ گیلریاں
وسیع صحن، تین اطراف سے برآمدے۔ بیسمنٹ میں دارالحفظ والتجوید کا قیام
الگ سیکشن برائے نماز خواتین

تخمینہ لاگت 20 تا 25 کروڑ

آئیں ہم سب مل کر صدقہ جاریہ کے اس عظیم الشان عمل میں شامل ہوکر
آخرت کی لازوال نعمتیں حاصل کر کے جنت میں اپنا گھر ابھی سے بنوائیں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَسَلِّم تَسلِیمًا

جلد نمبر............ 57

شمارہ نمبر 7

رمضان ۱۴۴۳ھ

اپریل............ ۲۰۲۲ء

اے بی سی آڈٹ بیورو سرکولیشن کی مصدقہ اشاعت

ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک

مدیر اعلیٰ	نگران	باہتمام	بانی
حافظ راشد الحق سمیع حقانی	مولانا حامد الحق حقانی	حضرت مولانا انوار الحق صاحب	حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ

نائب مدیران: مولانا حبیب اللہ حقانی، مولانا محمد اسلام حقانی
منتظمین: مولانا محمد فہد، بابر حنیف

فہرست مضامین

- نقش آغاز: تبدیلی سرکار کی رخصتی: مولانا شہیدؒ کی پیشنگوئی اور انتباہ......مولانا عبدالقیوم حقانی ۲
- فضیلت رمضان المبارک........................ حضرت مولانا حافظ انوار الحق مدظلہ ۴
- مولانا سمیع الحق شہیدؒ: دینی اقدار مقدسات کے عظیم مجاہد و محافظ..........مولانا امجد علی شاہ ۹
- مواعظ و نصائح اور سیرت صالحین..........................خواجہ محمد معصوم سرہندیؒ ۲۱
- اجیر خاص (ملازم) کی چند کوتاہیاں اور ان کا علاج ....مولانا مفتی ذاکر حسن ۲۶
- ماہنامہ ''الحق'' کی خصوصی اشاعت .... جناب عبدالستار اعوان ۳۳
- تحقیقی رسائل کے اشاریوں کا انسائیکلوپیڈیا [یونیورسٹیوں کیلئے روشن مثال]......سلمان عابد ۳۶
- یقینِ محکم، عملِ پیہم ....مولانا انعام اللہ بھکروی ۴۰
- یوکرین روس تنازعہ: جنگ کا ذمہ دار کون؟ ....جناب ظفر آغا ۴۲
- ''الحق'' کی اشاعت خاص حضرت شہیدؒ مرتبین کی خدمت میں ہدیہ تبریک! ......حافظ خرم شہزاد ۴۴
- دیارِ خلافت کا سفر شوق ......(آخری قسط)......................مولانا ڈاکٹر قاسم محمود ۴۶
- دارالعلوم کے شب و روز ....صاحبزادہ عبدالحق ثانی ۵۵
- تعارف وتبصرہ کتب .... مولانا محمد اسلام حقانی ۶۰

ماہنامہ الحق دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ (خیبر پختونخوا) پاکستان۔ فون نمبر: 630435 -923 92+ فیکس 630922 923 92+

ای میل: Email: editor_alhaq@yahoo.com -------- موبائل نمبر: 03159898998 0333-9167789

ویب سائٹ: www.jamiahaqqania.edu.pk -------- فیس بک ایڈریس: facebook\Alhaq Akora Khattak

سالانہ بدل اشتراک اندرون ملک فی پرچہ -/50 روپے۔ سالانہ -/500 روپے۔ بیرون ملک $ 40 امریکی ڈالر

پبلشر: مولانا راشد الحق سمیع، جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک، منظور عام پریس پشاور

680 / رمضان ۱۴۴۳ھ اپریل ۲۰۲۲

نقش آغاز

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی
مہتمم جامعہ ابوہریرہ

تبدیلی سرکار کی رخصتی
مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی پیشگوئی اور انتباہ

''ریاست مدینہ'' اور ''تبدیلی'' کی دعویدار حکومت نے ۲۰۱۸ء میں آسیہ معلونہ کی رہائی کے سلسلے میں جو اقدامات شروع کئے تھے اس کو بھانپتے ہوئے والد گرامی حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ نے سابق وزیراعظم عمران خان کو ملاقات کے دوران ناصحانہ وقلندرانہ طور پر متنبہ کیا تھا کہ آسیہ معلونہ کو رہا نہیں کرنا ورنہ انجام نواز شریف سے بھی زیادہ بُرا ہوگا۔ ع یہی رہا ہے ازل سے قلندروں کا طریق

پھر شہادت سے دو روز قبل آپ نے احتجاجی مظاہرے میں جو جرات مندانہ اور مومنانہ تقریر فرمائی اس کی گونج رہتی دنیا تک حکمرانوں کے ایوانوں میں اذانِ حق کی صورت میں گونجتی رہے گی۔ آپ نے اپنی احتجاجی تقریر میں عمران خان کے اقتدار کے زوال اور برطرفی کے متعلق پیشگوئی فرمائی تھی الحمدللہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی شہادت کے تین سال بعد ہی اس کی لاج رکھ لی اتقوا فراسة المومن فانه ينظر بنور الله ''مومن کی فراست سے ڈرو اسلئے کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے'' ع قلندر ہرچہ گوید دیدہ گوید

پھر وزیراعظم کی بے آبروانہ قصرِ اقتدار سے رخصتی بھگوڑے اشرف غنی کی طرح دنیا بھر نے عبرت سے دیکھی، سوشل میڈیا وغیرہ پر آپ کی یہ تاریخی پیشگوئی لاکھوں اور کروڑوں بار شیئر کی گئی اور اس موقع پر آپ کی فراست مومنانہ اور قلندرانہ جرات کو بھرپور خراج تحسین پیش کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت والد صاحب شہیدؒ کے قتل پر غفلت برتنے والوں، سازش کرنے والوں اور جشن منانے والوں کے ساتھ (پاکستان، افغانستان وامریکہ میں) کیا عجیب معاملات فرمائے فَاعْتَبِرُوْا يٰٓاُولِي الْاَبْصَارِ

راقم موجودہ سیاسی حالات پر تفصیل سے لکھنا چاہتا تھا لیکن استاد محترم حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی مدظلہ کی چشم کشاہ وقر تحریر دیکھ کر اسے ماہنامہ ''الحق'' کا اداریہ بنا لیا کہ آپ نے اس موضوع پر لکھ کر کمال حق ادا کر دیا ہے۔...... (مدیر مسئول)

فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ (الانعام:٤٥)

''اس طرح جن لوگوں نے ظلم کیا تھا ان کی جڑ کاٹ کر رکھ دی گئی اور تمام تعریفیں اللہ کی ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔''

شہید ناموسِ رسالتؐ مولانا سمیع الحقؒ نے اپنی شہادت سے ایک روز قبل اپنے آخری خطاب میں فرمایا تھا: ''وزیراعظم عمران خان سے پچھلے دِنوں ملا تو ملاقات میں،مَیں نے ان کے سامنے پہلی بات ایجنڈے میں یہ رکھی جبکہ ان دِنوں گستاخۂ رسول آسیہ ملعونہ کی باعزت رہائی کی بات چل رہی تھی،تو میں نے ان سے کہا کہ آسیہ ملعونہ کو رہا کرنے کا مسئلہ کیا ہے؟ وزیراعظم جواب میں قدرے پریشان سے ہوئے اور کوئی تسلی بخش جواب نہ دے سکے، وہ گومگو کی کیفیت میں تھے، میں نے عرض کیا: وزیراعظم صاحب! اگر اس گستاخۂ رسول کی باعزت رہائی کروگے تو تم سے بھی اللہ تعالیٰ تمہاری حکومت چھین لے گا،نواز شریف نے تحفظ ناموسِ رسالتؐ کے تمام تر تقاضوں کو پسِ پشت ڈال کر مجاہد ختم نبوتؐ ممتاز قادری شہیدؒ کو راتوں رات پھانسی دی جبکہ ہندوپاک سمیت پورا عالمِ اسلام اسے باعزت چھڑانے کے حق میں تھا مگر نواز شریف اس حوالے سے مرزائیوں سے بھی بہت سخت تھا۔اس نے امریکہ کی غلامی میں ہمیں پھنسوادیا کہ راتوں رات ممتاز قادری شہیدؒ کو پھانسی پر لٹکا دیا تو میں نے یہ سارا قصہ وزیراعظم عمران خان کے سامنے رکھا اور انہیں نواز شریف کے انجام سے بھی آگاہ کیا اور تاکید کی کہ امریکی عزائم کے مقابلہ میں ڈٹ جاؤ اور دباؤ میں مت آؤ، آپ کو سرخروئی ملے گی اور حکومت کو تحفظ واستحکام حاصل ہوگا مگر بایں ہمہ ہمارے اوپر آسیہ ملعونہ کو باعزت رہا کرنے کا ایک غلط فیصلہ مسلط کر دیا گیا۔ میں نے صاف کہہ دیا تھا اگر آسیہ کی رہائی کا فیصلہ واپس نہیں لوگے تو نواز شریف کی طرح بڑی سبکی سے اور بڑے بے آبرو ہوکر اقتدار کے ایوانوں سے نکالے جاؤ گے۔شہید ناموسِ رسالتؐ مولانا سمیع الحقؒ نے ڈنکے کی چوٹ پر علی الاعلان، ببانگ دہل اربابِ اقتدار کو للکارا تھا،آپ کی للکار اور انتباہ کا جلال آمیز پیغام آج بھی فضاؤں میں گونج رہا ہے اور ذرائع ابلاغ وانٹرنیٹ میں محفوظ ہیں،انہوں نے فرمایا تھا:حکمرانو!تم بڑے طمطراق سے اقتدار کی راہداریوں میں داخل ہوکر ایوانِ اقتدار کے تاج وتخت سے لطف اندوز ہورہے ہو، بڑی رعونت،تکبر اور جاہ وجلال سے حکومت کر رہے ہو مگر تمہارے کرتوت بتا رہے ہیں کہ بالآخر تم بھی ناکام ونامراد اور بڑے بے آبرو ہوکر ذلت ورسوائی سے نکالے جاؤ گے۔ نام نہاد ''ریاست مدینہ'' کی جس حکومت میں ناموسِ رسالتؐ کا پاس ولحاظ نہ ہو آج ان کا انجام تمام عالم دیکھ رہا ہے......

جن میں ہو جاتا ہے اندازِ خدائی پیدا ہم نے دیکھا ہے وہ بت توڑ دیئے جاتے ہیں

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب

فضیلت رمضان المبارک

الحمدللّٰه وحده والصلاة والسلام علی من لانبی بعده، أما بعد فأعوذ باللّٰه من الشیطن الرجیم بسم اللّٰه الرحمن الرحیم یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ (البقرۃ:۱۸۳)

وعن ابی ہریرۃؓ ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم کان یقول الصلوات الخمس والجمعة الی الجمعة ورمضان الی رمضان مکفرات ما بینهن اذا اجتنب الکبائر (رواہ المسلم) ''حضرت ابو ہریرۃؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پانچ نمازیں اور ایک جمعہ سے لیکر دوسرے جمعہ پڑھنا اور ایک رمضان سے دوسرے رمضان کے روزے رکھنا ان کے درمیان واقع ہونے والے گناہوں کے لئے کفارہ بن جاتے ہیں، جب تک کہ انسان گناہ کبیرہ نہ کرے''

مراتب اعمال

اللہ جل جلالہ نے ہر بندہ کو مکلّف فرما کر جہاں بھی ہو عبادت کا پابند بنایا لیکن اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل ومہربانی سے بعض مقامات واوقات کو صرف بندہ کے فائدے کے لئے ایک خاص فضیلت بخشی جس کا لحاظ کرتے ہوئے بندہ اجر وثواب بھی زیادہ کما سکتا ہے اور اپنے رب کو بھی آسانی سے راضی کرسکتا ہے۔ آپ حضرات کو ایک مثال دے کر بتاتا ہوں وہ یہ کہ ایک آدمی کے لئے گھر میں نماز پڑھنے کے بجائے مسجد میں پڑھنے سے زیادہ ثواب کی امید ہے اور اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کا بہترین مقام بھی ہے۔ اسی طرح عام مسجد کے بجائے مسجد حرام میں اس سے بھی کہیں زیادہ، دن کے اوقات میں نفل کی بجائے رات کے کچھ حصہ میں، نصف شعبان کے روزہ میں، ذوالحجہ کے پہلے دس دنوں میں اور یوم العرفہ میں اللہ تعالیٰ نے خاص فضیلت رکھی اور ایک مسلمان ہونے کے ناطے ہمارا فرض ہے کہ ان فضیلت والے مقامات اور اوقات سے باخبر رہیں۔ انہی فضیلت والے اوقات میں سے ایک مہینہ رمضان المبارک ہے جو عنداللہ ایک خاص امتیازی شان رکھتا ہے اور اس پورے مہینہ

میں اللہ جل جلالہ نے اپنے بندہ کے ہر ایک عمل کو بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور سب سے بڑھ کر گناہوں کی بخشش اور مغفرت کی امید اسی ماہ مبارک میں ہوسکتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ سید الطائفہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ پورا مہینہ رات کو جاگتے رہتے تھے اور عبادت میں مصروف رہتے تھے۔علامہ رشید احمد گنگوہیؒ پوری رات تلاوت کلام پاک میں گزارتے تھے۔

روزے کا مقصد تقویٰ

ایمان کے بعد قرآن پاک میں اور احادیث مبارکہ میں جس چیز کا کثرت سے حکم دیا گیا ہے وہ تقویٰ ہے۔تقویٰ پر عمل و محنت کے لئے سال میں ایک مہینہ رمضان المبارک مقرر کیا گیا ہے۔ رمضان المبارک کا مہینہ انسان کو اس کا مقصد زندگی یاد دلانے والا بابرکت مہینہ ہے۔جس میں انسان کا تعلق اللہ تعالیٰ سے وابستہ ہوجاتا ہے، اس مہینہ میں اگر آدمی مقصد حیات سے غافل رہ کر اس کا تعلق مادیات کے دلدل میں پھنسا رہے تو یقیناً اس سے بڑھ کر محرومی کیا ہوسکتی ہے۔ہرفرد اور ہر گھرانے کو رمضان المبارک سے بھرپور فائدہ اٹھا کر زندگی سنوارنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

نیکیوں کا موسم بہار

جس کا رمضان اچھا گزر جاتا ہے اس کا سارا سال اچھا گزر جاتا ہے،رمضان المبارک عبادات و اعمال صالح کے اعتبار سے گویا موسم بہار ہے اس میں جہاں اللہ تعالیٰ کی مغفرت و رحمت اور جہنم سے آزادی کا پروانہ عطا ہوتا ہے وہاں ہر مسلمان کے دل میں زیادہ سے زیادہ اعمال صالحہ کی بجا آوری اور گناہ سے بچنے کا ذوق وشوق غالب ہوتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث نقل فرماتے ہیں۔

عن ابی هریرةؓ قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا كان اول ليلة من شهر رمضان صفدت الشياطين ومردة الجن وغلقت ألابواب النيران فلم يفتح مذها باب، وفتحت أبواب الجنة فلم يغلق منها باب وينادئ مناد، يا باغى الخير! اقبل ويا باغى الشر! اقصر ولله عتقاء من النار وذلك كل ليلة(ترمذی،ج۱،ص۱٤۷) ''حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب رمضان المبارک کی پہلی رات آتی ہے تو شیاطین اور سرکش جنات بیڑیوں میں جکڑ دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کردیئے

جاتے ہیں پس ان میں سے کوئی دروازہ بند نہیں رہتا اور جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اورایک پکارنے والا پکارتا ہے ، اے بھلائی کے چاہنے والے! آگے بڑھ! اوراے برائی کے چاہنے والے! رک جا! اوراللہ کی طرف سے بہت سے گناہگار بندوں کوجہنم سے رہائی دی جاتی ہےاور یہ ہر رات ہوتا ہے۔''

حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ جب رمضان شروع ہوجاتا ہے تو خیر کے تمام اسباب بروئے کار آتے ہیں اور شر کے اسباب بند کردیئے جاتے ہیں۔قاضی عیاض مالکیؒ فرماتے ہیں کہ یہاں جو مذکور ہے کہ جہنم کے دروازے بند کردیئے جاتے ہیں اور جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں یہ سب حقیقت پرمحمول ہے اس سے رمضان کی تعظیم وعظمت مقصود ہوتی ہے۔

شیاطین کےقید ہونے کا مطلب

یہاں ایک اشکال وارد ہوتا ہے کہ جب تمام شیاطین کو بند کردیا جاتا ہےتو پھر رمضان میں لوگ گناہ کیوں کرتے ہیں تو اس کی کئی وجوہات ہیں جوآپ حضرات کوعرض کرتا ہوں۔

(۱) بڑے اور سرکش شیاطین کو باندھا جاتا ہے لیکن اس کے چھوٹے کارکن کام چلاتے ہیں، مشاہدہ گواہ ہے کہ رمضان میں بڑے بڑے گناہ کم ہوجاتے ہیں۔

(۲) شیاطین واقعی سارے باندھ دیئے جاتے ہیں لیکن گیارہ ماہ تک شیاطین نے جونفس امارہ کو تیارکیا ہوا ہے ایک ماہ تک خودوہ نفس کام چلاتا ہے۔

(۳) یہ بھی ممکن ہے کہ جولوگ روزہ رکھتے ہیں اوروہ نیک دیندار ہے روزہ کے شرائط بھی پورا کرتے ہیں فقط ایسے لوگوں کے شیاطین باندھے جاتے ہیں اوراشرار اور کفار کے کھلے رہتے ہو

(۴) علامہ قرطبیؒ نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ معاصی وذنوب کا سبب صرف شیاطین اورسرکش جنات ہی نہیں بلکہ گناہوں کے اوربھی اسباب ہوتے ہیں مثلاً نفس کا بہکاوا،عادات قبیحہ اوراپنی ذاتی خبائث ،لہٰذا شیاطین خبیثہ کے بند کئے جانے سے معاصی اوران کے اسباب کم تو ہوسکتے ہیں بالکل ختم نہیں ہوسکتے۔

روزہ کا بدلہ

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''بے شک تمہارا پروردگارفرماتا ہے ہر نیکی کا ثواب دس گنا سے سات سوگنا تک ہے اور روزہ میرے لئے ہے اورمیں

ہی اس کا ثواب دوں گا۔ جب سبھی عبادتیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں تو الصوم لی روزہ میرے لئے ہے کا کیا مطلب ہے؟ علمائے کرام نے اس کے متعدد جوابات اور معانی بیان کئے ہیں

۱) روزہ ایک ایسی عبادت ہے جس میں ریاء کا دخل نہیں ہے جبکہ دوسری عبادات میں ریاء کا احتمال ہے۔

۲) تمام اعمال صالحہ میں اللہ کو پسندیدہ عمل روزہ ہے چنانچہ ارشاد فرمایا ''روزہ میرے لئے ہے''

۳) روزہ ایک ایسی عبادت ہے جو غیر اللہ کے حق میں نہ کی گئی ہے اور نہ کی جاسکتی ہے اور دیگر عبادتیں صدقہ ،طواف،نماز،قربانی وغیرہ غیر اللہ کیلئے بھی کی جاتی ہیں،اس وجہ سے روزہ اللہ ہی کیلئے ہے۔

۴) روزہ کے علاوہ جتنی عبادتیں ہیں وہ بروز قیامت کفارہ بنیں گے۔

انکے ذریعہ بندوں کے حقوق معاف ہونگے مگر روزہ باقی رہے گا وہ حقوق کیلئے کفارہ نہیں بنے گا۔

رمضان المبارک کے کچھ خاص اعمال ہیں جو صرف رمضان المبارک کے ساتھ خاص ہیں:

تراویح پڑھنا،ہمیں چاہیے کہ تراویح میں ختم القرآن کریں اور روزانہ تلاوت قرآن زیادہ سے زیادہ کی جائے کیونکہ نزول قرآن رمضان المبارک میں ہوا، شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَ بَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَ الْفُرْقَانِ (البقرة:١٨٤)

سنت اعتکاف

عن عائشة رضی اللّٰه عنه ان النبی صلی اللّٰه علیه وسلم کان یعتکف العشر الاواخر من رمضان حتی قبضه اللّٰه (الترمذی ج١،ص١٦٤)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرہ کا اعتکاف کیا کرتے تھے تو یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی۔''

اعتکاف کا لغوی معنی ہیں ''ٹھہرنا'' اور اصطلاح میں عبادت کی نیت سے مسجد میں ٹھہرنا ہے۔

رمضان المبارک کے آخری عشرہ کا اعتکاف سنت موکدہ ہے،اعتکاف میں بیٹھنے والے کے لئے کچھ آداب اور تسبیحات بتلاتا ہوں۔

۱) اعتکاف میں لایعنی باتوں سے اپنے آپ کو بچائے،زبان سے صرف کلمہ خیر نکالے۔

۲) قرآن مجید کی تلاوت کثرت سے کریں۔

۳) اگر نمازیں قضاء ہوگئی ہوں تو ان کو ادا کرنے کا اہتمام کرے۔

۴) نفل نمازوں تحیۃ الوضوء، تحیۃ المسجد، اشراق، چاشت، اوابین اور تہجد کی حتی الامکان پابندی رکھے۔ صلاۃ التسبیح اگر ہوسکے تو روزانہ پڑھے ورنہ جس حد تک ممکن ہو پڑھ لیں، تمام مسنون اذکار پابندی سے پڑھ لیں، درود شریف، استغفار اور کلمہ طیبہ کا ذکر کثرت سے کریں۔

لیلۃ القدر

عن عائشه رضی الله عنها قالت کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یجاور فی العشر الاواخر من رمضان ویقول تحرواللیلة القدر فی العشر الاواخر من رمضان (ترمذی ج۱،ص۱٦٤) ''حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرہ کا اعتکاف کیا کرتے تھے اور فرماتے شب قدر کو رمضان کے آخری عشرہ میں تلاش کرو (یجاور مدینہ کے محاورہ میں یعتکف کے معنی میں ہے۔)''

شب قدر کے فضائل

رمضان المبارک کے آخیر عشرہ میں ایک بہت قیمتی رات ہے جس میں عبادت کا ثواب ہزار مہینوں کے ثواب سے زیادہ ہے، اس رات قرآن پاک نازل ہوا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ

☆ یہ روح الامین کا دیگر فرشتوں کے ہمراہ نزول اور ساری رات عبادت گزاروں کے لئے دعا کرنا، حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب شب قدر ہوتی ہے تو جبریل امین فرشتوں کے ہمراہ اترتے ہیں اور کھڑے ہونے والے یا بیٹھ کر ذکر کرنے والے کے لئے دعا کرتے ہیں۔

☆ یہ رات اس امت کے لئے خاص کی گئی ہے تاکہ باوجود کم عمروں کے زیادہ سے زیادہ ثواب پائے، دُرِ منثور میں حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے شب قدر صرف میری امت کو عطا فرمائی ہے، پہلی امتوں کو نہیں۔

☆ اس رات کی عبادت ہزار مہینوں کی عبادت سے بہتر ہے، لَیْلَةُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ

لیکن افسوس کہ آج ہم اس بابرکت مہینہ کی اہمیت کھو چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان باتوں پر عمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائے (آمین)

علامہ مولانا امجد علی شاہ
ابن حضرت مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہؒ

حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ
دینی اقدار ومقدسات کے عظیم مجاہد ومحافظ

قلم لکھنے سے قاصر زبان گونگی اوردل زخمی و بے قرار ہے ،لکھوں تو کیا لکھوں، شروع کروں تو کس طرح اور کہاں سے شروع کروں، حافظہ ساتھ نہیں دے رہا، جب یہ خبر سنی کہ عالم اسلام کے ایک عظیم مجاہد، فقید المثال رہنما، نابغہ روزگار اور ہمہ جہت شخصیت ہم سے جدا ہوکر داغ فراق دے گئی، وہ بلند پایہ عالم دین،شجاعت وغیرت کا نمونہ ہم سے ہمیشہ ہمیشہ کیلئے جدا ہوا، فرحمہ اللہ رحمة واسعة وادخله الفردوس الاعلی

عالم اسلام ان کی جدائی پرخون کے آنسو بہا رہا ہے،شہید اسلام ونمونہ اسلاف اعلام مولانا سمیع الحق رحمہ اللہ کی عظیم شخصیت کسی تزکیہ وتعارف کی محتاج نہیں، ان کی ذات اپنی منفرد وجود میں پوری انجمن تھی۔ آپ صرف ایک عالم نہیں بلکہ دین اسلام کے عظیم داعی مبلغ اور بہت بڑے سپہ سالار تھے اور ہر فتنہ کی سرکوبی کے لئے سیف ذوالفقار تھے، اللہ تعالیٰ نے مولانا شہید کو خداداد صلاحیات حکیمانہ کمالات سے نوازا تھا۔

ولیس علی اللّٰہ بمستنکر ان یجمع العالم فی واحد
وما هلك قیس هلکه هلك واحد ولکنه بنیان قوم تهدما

آپؒ کی جدائی سے عظمتوں،عزیموں،فضیلتوں، خدمات جلیلہ ومساعی جمیلہ، آداب عالیہ اوراخلاق سامیہ کی اس حسین وجمیل عمارت کی بنیادیں منہدم ہوئیں جومخاطب کو مقناطیس کی طرح اپنی طرف کھینچتی اور متوجہ کرتی تھیں کہ آجا میری طرف! آجا مجھے ذرا دیکھ!اللہ تعالیٰ نے مجھ میں حسن و جمال کے کون کون سے موتی اور جواہرات پروئے ہیں۔آپ رحمہ اللہ نادرۃ الزمان اور یتیمۃ الدھر تھے ،اللہ تعالیٰ نے آپ کو شہادت کے عظیم رتبہ سے سرفراز فرمایا کیونکہ آپ کو ساری زندگی ہر باطل کے خلاف جہاد اورحق کی بلندی مقصود تھی۔مجھے وہ وقت خوب یاد ہے جب پچاس سال قبل حضرت

مولانا شہید رحمۃ اللہ علیہ اوران کے دو مخلص وفادار ساتھی ہمیشہ ایک ساتھ رہتے یعنی راقم الحروف کے والدگرامی مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ مدنی رحمہ اللہ اور علاقہ خٹک کے قاضی القضاۃ مولانا قاضی انوار الدین رحمہ اللہ یہ تینوں حضرات ایک جسم کی مانند ایک ساتھ اکٹھے لازم وملزوم ہوا کرتے تھے، سفر وحضر میں ان کی رفاقت رقابت والہانہ اور آپس میں الفت ومحبت قابل رشک تھی، اکثر تینوں حضرات ہماری زرعی زمین میں جمع ہوتے اور عصر تا عشاء آپس میں علمی مباحث اور بے تکلفانہ گفتگو کیا کرتے تھے اوراپنے بچپن کے زرین واقعات ذکر کیا کرتے تھے اور دیگر حاضرین ان کے فرمودات سے مستفید ہوتے اور کبھی کبھی ان کے مخلص وفادار دوست حضرت العلامہ مولانا عبداللہ کا کا خیل ؒ بھی تشریف لاتے اور مجلس میں جلوہ افروز ہوتے تو مجلس مزید رونق افروز ہوتی اور ان چاروں کو شکار کرنے کا بھی بہت شوق تھا اوران کی مجالس علمی رموز واسرار سے لبریز ومزین ہوتیں اوراللہ تعالیٰ ان نفوس زکیہ وذوات قدسیہ سے علوم وفنون رشدو ہدایت معرفت و فطانت کے چشمے جاری کئے اور ہزاروں لاکھوں طلبہ عوام دینیہ اورعوام الناس ان سے علمی فیض اور رہنمائی حاصل کیا کرتے تھے، اللہ تعالیٰ نے ان کوعوام الناس کے لئے رشدو ہدایت کا ذریعہ اوراسوہ حسنہ بنایا۔ فللہ الحمد والمنۃ

بندہ عاصی و ناچیز کے ساتھ حضرت مولانا شہید رحمہ اللہ اپنے بچوں کی طرح رحمت وشفقت کا برتاؤ کیا کرتے تھے اور مجھے بیٹے سے پکارا کرتے تھے اوراسی طرح ہر ایک کے ساتھ اس کی شان کے عین مطابق برتاؤ اور فاضلانہ سلوک ان کی عادت تھی۔

راقم الحروف کو جب ۱۹۹۹ء کومتحدہ عرب امارات میں سابق وزیر خارجہ امارات وممثل شخصی برائے ریاستی امور معالی الشیخ احمد بن خلیفہ احمد السویدی حفظہ اللہ کی خدمت کا سنہری موقع ملا اوران کے ہاں ملازمت پر مامور کیا گیا اور ۲۰۱۹ء تک ملازمت کے لئے ابوظہبی کے شہر العین میں قیام پذیر رہا تو حضرت مولانا جب بھی امارات تشریف لاتے تو شیخ سویدی صاحب آپ کی آمد پر انتہائی خوش ہوتے اوران کا بڑی گرم جوشی کے ساتھ استقبال کیا کرتے تھے اور ان کے علمی و سیاسی مدبرانہ ومفکرانہ اقاویل کو سننے میں بڑا مزہ اور لذت محسوس کیا کرتے تھے، کیونکہ آپ ؒ علم و سیاست کے میدان میں صاحب بصیرت تھے، سویدی صاحب ان کو بڑی عزت وعظمت کی نگاہ سے دیکھتے تھے اوران کی بڑی بڑی دعوتیں کرتے اور ان سے پاکستان کے دینی و سیاسی واقتصادی حالات اوردیگر امور حکومت کے بارے میں پوچھتے ،اسی طرح شخصی وحکومتی سطح پر ہر ملک میں آپ کو بڑی عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا کیونکہ آپ کی شخصیت آفاقی وعالمی تھی۔

۲رنومبر ۲۰۱۸ء بروز جمعۃ المبارک (جو مسلمانوں کیلئے مبارک ومقدس بلکہ ہفتہ وار عید کا دن ہے) جب میں نے عصر کی نماز مسجد میں ادا کی اور گھر واپس آیا اور حسب عادت چائے پینے لگا تو ARY چینل پر خبریں لگائیں تو خبرنامہ کے دوران ایک ایسی المناک ناقابل ساعت خبر دیکھی اور سنی جس کی تصدیق کرنا میرے لئے ناقابل تصدیق تھا، خبر یہ تھی کہ حضرت مولانا سمیع الحق اسلام آباد میں بڑی بیدردی کے ساتھ قتل کردیئے گئے۔اس دلخراش سانحہ کی خبر کو ماننے اوراس کی محض تصدیق کرنے کے لئے میرا دماغ اور ذہنی قطعی طور پر تیار نہیں ہورہا تھا لیکن جب اس خبر کو متواتر طور پر میڈیا کے مختلف چینلز پر دیکھا اور دماغ میں تصدیق کی لہر دوڑ رہی تھی تو اکوڑہ خٹک موبائل ملا کر شک دور کرنے کا ارادہ کیا تو وہاں سے بھی اس خبر کی تصدیق ہوئی تو زمین میرے قدموں سے نکل پڑی لیکن تصدیق کے بعد بھی اس المناک خبر کی تصدیق کرنا میری سمجھ سے بالاتر تھا کہ یا اللہ !اے پروردگار عالم! ہمارے اس اسلامی خداداد ملک میں ایسے ظالم وسفاک قاتل درندے اور ابلیس صفت بھی موجود ہیں جنہوں نے ایک معمر بزرگ ،حق گو عالم دین ،قرآن وسنت کے داعی ومبلغ،اسلاف کرام کی ایک نشانی کو نشانہ بنا کر جس ظلم وسفاکیت و بربریت کے ساتھ بزدلانہ، بہیمانہ وار کرکے ان کو شہید کیا، کیا یہ ملک سرزمین پاکستان کا پاک خطہ اللہ تعالیٰ کا یہ عظیم ہدیہ وتحفہ قتل وغارت خوف ووحشت کیلئے ہمیں عطا کیا گیا تھا؟ یہ عظیم ملک جو لا الہ الا اللہ کے مبارک ومقدس کلمہ کے ناطے معرض وجود میں آیا تھا اوراس ملک کے حاصل کرنے کیلئے لاکھوں علماء اور غیور عوام نے کتنی بے مثال قربانیاں دی تھیں اور اپنے من وتن کی بازی لگاکر اپنے پاک ومقدس خون کے بے مثال نذرانے پیش کئے تھے کیا وہ سب رائیگاں وبیکار چلی گئیں، کیا یہ ملک قتل و غارت چوری ڈکیتی راہزنی اوراغوا جیسے بڑے بڑے جرائم کے ارتکاب کیلئے حاصل کیا گیا تھا۔ حاشاوکلا! اور ۷۴سال کے اس طویل عرصے میں حکام نے اس ملک میں لا الہ الا اللہ کیساتھ ہر دور میں کتنے مذاق کئے ہر دور میں اس مقدس کلمہ کے اقدار حرمات واہداف اور اصلی اہداف وخطوط سے ہٹا کر مجرمانہ خطوط پر استوار کیا ہر دور میں اسلامی احکام وشرعی اقدار کے ساتھ ہنسی اور مذاق کیا گیا، جن کے نتائج ہم موجودہ تباہی، بربادی ،فساد ودہشت گردی اور مختلف جرائم کی صورت میں دن رات دیکھتے اور سنتے رہتے ہیں لیکن جب میری نظر قرآن کریم کی اس مبارک آیت پر پڑی تو ذرا سکون اور تسلی ہوئی وَمَكَرُوْا مَكْرًا وَّمَكَرْنَا مَكْرًا وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ (النمل: ۵۰)

ہم نے اللہ تعالیٰ کے احکام اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین وتعلیمات کو پس پشت ڈال دیا ہے اس وجہ سے ہم بدامنی اور دہشت گردی کے شکار ہورہے ہیں اور ہماری زندگی سے

امن و امان خوشی واطمینان چھین لئے گئے ہیں اگر ہمارے حکام پاکستان بننے کے بعد روز اول سے لا الہ الا اللہ کا عادلانہ نظام عملی طور پر نافذ کرتے اور دستور اسلامی کے مبارک قانون پر عمل پیرا ہوتے تو یقیناً ہمیں ایسے شرمناک واقعات وحادثات دیکھنے کے مواقع نہ ملتے اور نہ ایسے واقعات رونما ہوتے اور نہ بیگناہ انسانوں کا خون اتنی آسانی کیساتھ رائیگاں نہ تھا اور نہ کسی کی عزت وابرو لوٹی جاتی

اسلام آباد جیسے شہر میں ایسے خطرناک جرائم کا ارتکاب یقیناً ہر پاکستانی کیلئے باعث تشویش ہے، اس ملک میں ہر ایک بندہ محفوظ نہیں، جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دین متین کے نہ جانے کتنے وارثوں کو اس اسلامی مملکت میں بیدردی کے ساتھ قتل کیا گیا، اسی طرح کتنے بے گناہ نفوس کو موت کے گھاٹ اتارا گیا، کل قیامت کے دن میدان محشر میں ہماری عدالت عالیہ کے جج صاحبان اور حکومتی مسؤلین اللہ تعالیٰ کو کیا جواب دیں گے؟ بس یہی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ان ناگفتہ بہ حالات پر رحم کرے اور پھر فوراً خیال آیا کہ جو کچھ بھی ہوا اور ہو رہا ہے الحمدللہ! ہم مسلمان ہیں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور قضاء وقدر پر ہمارا ایمان ہے، اللہ تعالیٰ نے مولانا رحمہ کو شہادت کے عظیم مرتبے کے لئے چن لیا تھا اور یہ بلند مقام او رارفع درجہ اہل اللہ وخواص الناس کے لئے مخصوص ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس عالیشان مقام کے لئے آپ کو تقدیر میں نامزد کیا تھا اور یقیناً اللہ تعالیٰ کے کام حکمتوں سے خالی نہیں ہوتے اور ہمیں اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر ہر حالت مکرہ ومنشط میں راضی ہونا چاہیے اور اسی پر مشکلات ومصائب پر صبر کرنا اور ثبات واستقامت کا دامن کبھی ترک نہ کرنا ایمان ہے۔

مولانا رحمہ اللہ کی شہادت ان کے لئے فخر اور ان کی جدائی ہمارے لئے باعث تکلیف ناقابل فراموش اور مسلسل غم ہے۔ مغرب کی نماز جب شیخ سویدی صاحب کے ساتھ ادا کی اور نماز کے بعد ان سے مصافحہ کیا اور مجلس میں حسب معمول تشریف لاکر بیٹھ گئے تو انہوں نے مجھے حضرت مولانا کی شہادت کے بارے میں بتایا اور فرمانے لگے کیا یہ خبر صحیح اور موثوق ہے؟ تو میں نے ان کی خدمت میں عرض کیا معالی الشیخ! میں نے بھی پاکستانی میڈیا سے یہ خبر سنی لیکن مجھے یقین نہیں آ رہا تھا تو میں نے پاکستان میں بعض احباب کو ٹیلی فون ملا کر معلومات حاصل کیں تو معلوم ہوا کہ یہ خبر بالکل صحیح ہے کہ مولانا کو اسلام آباد میں اپنے گھر میں نامعلوم افراد نے شہید کر دیا ہے تو شیخ سویدی صاحب نے بتایا کہ قناۃ الجزیرۃ اور قناۃ العربیۃ پر بھی ان کی شہادت کی خبر چل رہی ہے۔ میں نے کہا کہ مولانا کی شخصیت تو ایک عالمی شخصیت تھی وہ صرف ایک مستند عالم دین نہیں تھے بلکہ ہمہ جہت عبقری مانے ہوئے سیاستدان بھی تھے، اس لئے ان کی شہادت کی خبر جنگل کی آگ کی طرح ہر طرف پھیل گئی جس سے بخوبی یہ اندازہ لگایا

جاسکتا ہے کہ ان کو اللہ تعالیٰ نے خواص وعوام میں کتنی عالمگیریت اور محبوبیت سے نوازا تھا۔ آپؒ صرف پاکستان یا برصغیر میں نہیں بلکہ عالم اسلام کے عظیم دینی سکالر، بیباک سیاستدان، بے مثال رہنما اور جلیل القدر شخصیت تھے پھر سویدی صاحب نے جملہ موجودہ حاضرین کی مجلس میں مولانا کی مغفرت اور رفع درجات کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور ہاتھ اٹھا کر دعائیں مانگیں اور انتہائی غم و افسوس کا اظہار کیا اور فرمانے لگے پاکستان کا عدالتی نظام سمجھ سے بالاتر ہے اور اس پر سوالیہ نشان ہے۔

۱۹۴۷ء سے لے کر آج تک ۷۲ سال کا طویل عرصہ گزر گیا لیکن پاکستان کا عدالتی نظام درست نہ ہوسکا نہ تو قوانین موجودہ مروجہ پر عمل درآمد ہوتا رہا اور نہ کسی مجرم کو ابھی قانون کے مطابق برسرعام سزا ملی، ابتداء سے لے کر اب تک پاکستان میں کسی کی جان، مال عزت وآبرو محفوظ نہیں۔ روزانہ کوئی نہ کوئی واقعہ رونما ہوتا ہے، چاہیے کہ قوانین پر عمل درآمد کیا جائے اوران جرائم کے سدباب کے لئے سخت قسم کے اسلامی قوانین ودفعات کا عملی طور پر اجراء کیا جائے، قانون کے دفعات پر عمل نہ ہونا ان فسادات و جرائم کا سب سے بڑا سبب ہے، پاکستان میں چوٹی کے بڑے بڑے زعما، علما، دانشور، مفکرین اور صحافی حضرات اور دیگر بے گناہ شہری بڑی بیدردی کے ساتھ قتل کئے جارہے ہیں کہ یہ ملک ہندوستان سے اس غارت گری، دہشت گردی کے لئے آزاد اور علیحدہ ہوا تھا، سویدی صاحب نے مزید فرمایا کہ پاکستان میں نہ تو امن وامان ہے نہ کسی کو دلی خوشی وسکون اور اطمینان میسر ہے اور نہ اقتصادی نظام صحیح سمت جارہا ہے اور پاکستان کے لئے یہ صورتحال یقیناً ایک خطرناک ناسور اور لاعلاج بیماری کے سوا کچھ نہیں عدالت عظمی کو ان جرائم کے سد باب کے لئے سخت قوانین بنانے ہوں گے اور اس پر بلاخوف وخطر فی الفور عمل کرنا لازمی ہوگا۔ میں نے سویدی صاحب کی خدمت میں عرض کیا اگر ایک چیف جسٹس ملک کے ایک نامزد وزیراعظم کو نااہل قرار دے سکتے ہیں تو کیا وہ ان جرائم پر قابو نہیں پاسکتے، اس کے بعد شیخ سویدی صاحب نے مندرجہ ذیل الفاظ میں مجھے تعزیت پیش کی اور فرمایا لکھو، چنانچہ میں نے ان کی روزمرہ ڈائری میں تعزیتی کلمات لکھے جو بعد میں راقم نے فوٹو سٹیٹ کرکے اپنے پاس محفوظ کر لئے یہاں ان کلمات کو ذکر کرنا مناسب سمجھتا ہوں:

فی هذا الیوم المبارك یوم الجمعة لقد فوجئنا بسماع نبأ وفاة العالم الجلیل والشیخ النبیل والسیاسی المحنك فضیلة الشیخ سمیع الحق بن الشیخ عبدالحق، رئیس الجامعةالحقانیة ببلدة اکورة ختك من مضافات مدینة بشاور الشهیرة رحمه الله الأبرار ولقد فقدنا بموته أخاً مخلصا وصدیقاً قدیماً ورفیقاً وفیا وحمیما وصاحبا غالیاً کما فقد

العالم الإسلامى بفقده رفراً شافىً رمزالصدق والإخلاص والوفا وعلماً عالمياً وأبيا من أعلام الإسلام فعظم الله أجركم وأحسن عزاكم فى فقيد الأمة الإسلامية كما نقدم لأهله وأولاده الكرام وسائر أفراد أسرته الكريمة وأصدقائه وأقرانه ومحبيه وأساتذة وشيوخ وتلامذة فى أرجاء المعمورة غراء الصادق فى مصابهم الجلل ونشاطرهم فى هذه الفاجعه الأيمة وأسال الله الكريم أن يوفقهم للصبر والمثابره وكنانعتز بفضيلته عندماياتينا فى دولة الامارات العربية المتحدة من حين لأخر فكان رحمه الله نعم شيخ وصديق عرفناه كما زرناه فى بلدته سنة ۲۰۰۷ء سبع والفين الميلادية فى شهر ابريل (اكوره ختك) عندما نوينا السفر لنغزى سماحة الشيخ الدكتور سيد شير على شاه فى زوجته أم أمجد رحمها الله رحمة الأبرار وتشرفنا برؤيته مسجد فاطمه وزيارة الصرح العلمى الكبير جامعة دارالعلوم الحقانيه التى أسسها والده الكريم الشيخ عبدالحقؒ وتعزينا فى منزله المعاصر بعد أن أدينا صلاة الظهر فى الجامع الكبير فرحمه الله رحمة الأبرار وأسكنه الفردوس الأعلى و أزرقه صحبة النبيين والصديقين والشهداء والصالحين وحسن أولئك رفيقا والهم أهل واولاده الصبر والسلوان (إنا لله وانا اليه راجعون)

ان کلمات جامعہ کے بعد میں نے بھی سویدی صاحب کی خدمت میں اس المناک حادثہ پر تعزیت کی اور پھر میں نے مولانا شہیدؒ کے بعض مناقب ماثر دینی علمی سیاسی خدمات اور انتھک جدوجہد اوران کی زندگی کے بعض اہم کارناموں کا ذکر کیا اور میں نے ان کو بتایا کہ مولانا سمیع الحق شہیدؒ اور میرے والدگرامی بچپن سے لے کر آخر دم تک مخلص دوست تھے اوراللہ تعالیٰ نے ان دونوں شیوخ رحمہما اللہ سے دین کی بڑی خدمت کی توفیق بخشی تھی، طرح طرح کے فتنوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور ہمیشہ حق کا کلمہ برملا بلند کرتے رہے اور میں نے آخر میں بتایا:

يا معالى الشيخ! كفى الشيخ سميع الحق رحمه الله مفخرة ومعزة أنه نهج منهج والده الكريم حيث ربى الآ لاف المؤلفة من طلاب العلم الشرعى فى الجامعه الحقانيه وتعلموا علوم القرآن الكريم ومعارف السنن النبوية وانتشروا فى أكناف الأرض وأطرافها وأن معظم خريجها منذتاء، سيسها نشروا وما زالوا ينشرون المعارف القرآنيه والسنن النبوية المطهرة كما أن الوف خريجها شاركوافى جهاد أفغانستان السابق مع الروسيين وأبلوا فى ميدان الجهاد بلاجبن كما أنضم تحية مختارة الى حركة طالبان الإسلاميه ومن

خريجها كبار قاده الجهاد الأفغانى السابق ومنهم الشيخ يونس خالص والمجاهد الكبير القائد الميدانى جلال الدين حقانى رحمهمااللّٰہ وقد هزم اللّٰہ بأيديهم جيوش الكفر و الإلحاد روسياحتى خرجت أذلاء صاغرين مع قوتها الهائلة فى العدد والعدد ومنهم من صمدحتى اليوم أمام امتى قوة عالميه أمريكا وحلفائها وأذيالها من الأوربيين۔

یعنی دارالعلوم حقانیہ کے عظیم ادارے نے روز اول سے دین کی انتھک خدمات اور مختلف فتنوں کے خلاف بے مثال قربانیاں دی ہیں جن میں اس ادارہ کے اکثر طلبہ جہاد افغانستان اور پھر تحریک طالبان کے حامی رہے اور دشمن کا ڈٹ کر مقابلہ کرتے رہے، روسی افواج کو دیگر مجاہدین کے ساتھ مل کر عبرتناک وشرمناک شکست سے دوچار کیا اورا ب امریکی طاغوتی طاقت اوراس کے اتحادیوں کے خلاف برسرپیکار ہیں اور بے مثال قربانیاں دے رہے ہیں۔

معالی الشیخ احمد خلیفہ السویدی صاحب ،پاکستان کی تین علمی وادبی وسیاسی شخصیات سے انتہائی متاثر تھے اور اپنی مجالس میں اکثر ان تینوں کا ذکر اور واقعات اپنے رفقاء سے کیا کرتے تھے ان میں ایک عبقری شخصیت حضرت علامہ مفتی محمودؒ دوسری شخصیت مولانا شہیدؒ اور تیسری شخصیت راقم الحروف کے والد گرامی ۔(والحمدللہ)

این سعادت بزور بازو نیست
تانہ بخشد خدائے بخشندہ

اور بقول شاعر العرب

اولئك آبائي فجئني بمثلهم
إذا جمعتنا يا جرير المجامع

۲۰۰۷ءاپریل کے مہینے میں راقم الحروف کی والدہ ماجدہؒ جب بقضائے الٰہی فوت ہوئیں تو ان کی وفات کے چوتھے دن شیخ احمد سوید صاحب حضرت والد گرامی مولانا شیر علی شاہ صاحبؒ اور راقم الحروف کو تعزیت پیش کرنے امارات سے پاکستان تشریف لا رہے تھے تو اسلام آباد میں ان کے استقبال کے لئے شیخین کریمین مولانا سمیع الحق شہید اور مولانا شیر علی شاہ رحمہم اللہ راقم الحروف اور دیگر سرکاری آفیسرز اور امارت سفارتخانے کے مسؤلین نے ان کا والہانہ اور شاندار استقبال کیا ،سویدی کے ہمراہ ان کے صاحبزادے شیخ خالد بن احمد السویدی اور چار دیگر احباب تھے تو مولانا شہیدؒ اور دیگر

سرکاری آفیسرز نے شیخ سویدی اور ان کے چار رفقاء کو لینے کے لئے اوران کو خوش آمدید اھلاً وسھلاً ومرحباً کہنے کے لئے جہاز کے دروازے تک گئیے اور پھر ان کو ایئرپورٹ کے وی آئی پی لاؤنج میں لے آئے اس لاؤنج میں دیگر کبار شخصیات سعودی سفیر کونسلر اور دیگر عملہ نے ان کا استقبال کیا، راقم الحروف نے مغرب کی نماز پڑھائی اوراس کے بعد حکومت پاکستان کی طرف سے ان کو قہوہ چائے اور کھجور پیش کی گئی اوران معزز مہمانوں نے ان مسؤلین کا شکریہ ادا کیا اوراس کے بعد سارے مہمان اور متعلقین حضرات اماراتی سفارتخانہ کے کروز میں بیٹھ کر سرینا ہوٹل اسلام آباد روانہ ہوئے۔ اور جب ہوٹل پہنچے تو ایک پررونق مجلس لگی اور نیک خواہشات کا تبادلہ خیال کیا گیا اور پھر راقم الحروف نے عشاء کی نماز پڑھائی اوراس کے بعد عشا کا کھانا ہوٹل کی طرف سے پیش کیا گیا اور اسی طرح امارت کے سفیر کے گھر سے بھی خصوصی کھانا، قہوہ عربیہ، کھجور اور اونٹنی کا دودھ بھی حاضر کیا گیا، کھانا تناول کرنے کے بعد حضرت مولانا شہیدؒ اور والد گرامی نے اجازت طلب کی اور اکوڑہ واپس ہوئے تا کہ صبح ۹ بجے شیخ سویدی اوران کے رفقاء کے اکوڑہ میں استقبال اور کھانے کا انتظام کریں اور راقم الحروف نے شیخ سویدی کے امر پر رات ان کے ساتھ ہوٹل میں گزاری، صبح کو ناشتہ کیا اور آٹھ بجے اماراتی سفارتخانہ سے دو کروزر ہوٹل پہنچے اور سب حضرات بیٹھ کر اکوڑہ خٹک کی طرف روانہ ہوئے اور تقریباً ساڑھے نو بجے جامع مسجد فاطمہ اعظم گڑھ پہنچے اور شیخین کریمین حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ اور مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ اور اعیان واہلیان اکوڑہ نے امارت کے گرانقدر ومعزز مہمانوں کا بڑی گرمجوشی سے استقبال کیا اوران پر پھول نچھاور کئے اور مسجد فاطمہ میں بیٹھ کر شیخ سویدی صاحب نے والدگرامی کوان کی اہلیہ کی وفات پر تعزیت کی اور پھر مسجد فاطمہ اعظم گڑھ کا معائنہ کیا جوانہوں نے اپنی بیٹی فاطمہ مرحومہ کے ایصال ثواب کے لئے تعمیر کی تھی، مسجد کی شاندار وسیع عمارت دیکھ کر انتہائی خوش ہوئے اور فرمایا یہ میری معذور بیٹی فاطمہ بنت احمد رحمہما اللہ کے لئے الحمدللہ صدقہ جاریہ ہے، تعزیت سے فارغ ہوکر معزز مہمان اور دیگر اہم شخصیات کو مولانا شہیدؒ نے دارالعلوم حقانیہ دیکھنے کی دعوت دی اور سویدی صاحب نے جو احاطہ تعمیر کیا تھا اس کا معائنہ بھی طے تھا اور پھر ان کو فرمایا کہ دوپہر کے کھانے کے انتظام میرے دولت خانہ پر کیا گیا ہے۔

سویدی صاحب نے مولانا سمیع الحق شہیدؒ کا شکریہ ادا کیا اور دارالعلوم پہنچ کر طلبہ کے ایک عظیم الشان پرہجوم جلوس جو راستے کے دائیں بائیں کھڑے تھے، ان کا استقبال کیا اور طلبہ نے اھلاً و سھلاً خوش آمدید اور اللہ اکبر کے نعرے بلند کئے اور پھر سب سے پہلے تعلیم القرآن ہائی سکول دیکھنے گئے

اور ہر کلاس میں داخل ہوتے رہے اور پھر دارالعلوم کے مختلف شعبوں کا معائنہ کیا اور ظہر کی نماز حقانیہ کی جامع مسجد میں ادا کی اور نماز کے بعد حضرت مولانا شہیدؒ ان کو اپنے گھر لے گئے اور وہاں امارت کے ان معزز مہمانوں کے لئے شاہانہ اور شاندار دعوت کا انتظام کیا گیا اور ان کے مزاج، طرز وطریقہ پر کھانا تیار کیا گیا تھا اور دسترخوان پر الوان نعمت موجود تھا اور کھانے کے بعد سبز قہوے کا دور چلا اور پھر تینوں شیوخ آپس میں عربی میں بات چیت کرنے لگے اور مختلف امور پر تبادلہ خیال کیا دینی سیاسی اقتصادی ودیگر اہم مسائل زیر گفتگو آئے اور بقیہ حاضرین ان کی گفتگو سن کر محظوظ اور لطف اندوز ہوتے رہے۔

اللہ تعالیٰ نے مولانا شہیدؒ کو عجیب صفات و عادات اور بے مثال کمالات کے جواہر سے مزین فرمایا تھا، آپ نہایت باادب، بردبار، خوش اخلاق، وسیع الظرف، خفیف النظر، انتہائی متواضع، سادہ مزاج، قابل ترین مربی، ماہر استاد ومعلم، بہترین ادیب ومحقق اور فقید المثال خطیب حق گوئی میں منفرد حیثیت کے بے تاج بادشاہ، دعوت وارشاد بیان کرنے میں سامعین کے منظر نظر نڈر مجاہد، دینی وسیاسی امور پر گہری نظر رکھنے والے نبض شناس تھے، ہر مسئلہ میں حکمت کا پہلو تلاش کیا کرتے تھے، مختصراً یہ کہ اکابر دیوبند کی تمام خوبیاں وخصوصیات ان کی ذات میں اظہر من الشمس موجود تھیں اور آپ ان سلف کرام عباقرہ وجہاندہ شخصیات کے علوم کے امین تھے۔

اس مختصر مضمون میں ان کی حسین صورت صفات کریمانہ اور ہمہ جہت کارناموں کو بسط وتفصیل سے ذکر کرنا میرے نالائق وناتواں کا کام نہیں۔ ''الحق'' مجلّہ کے خصوصی نمبر بیاد شہید اسلام وناموس رسالتؐ شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق نوراللہ مرقدہ کا مطالعہ از حد لازمی وضروری ہے، برادرم مولانا راشد الحق سمیع نے اس قیمتی ملفوظات کو بڑی عرقریزی کے ساتھ مرتب ومدون کیا ہے اللہ تعالیٰ ان کو اوران کے تمام رفقاء ومعاونین کو جزائے خیر اور دارین کی خوشیوں اور سعادتوں سے سرفرازی بخشے، یہاں میں صرف دل کے سکون کے لئے چند ٹوٹے پھوٹے الفاظ لکھ رہا ہوں۔

مولانا شہید اسلامؒ جب بھی متحدہ عرب امارت تشریف لاتے تو پہلے ضرور مجھے فون کے ذریعہ اطلاع دیتے اور بندہ ناچیز سے شیخ احمد سویدی حفظہ اللہ کے بارے میں دریافت کرتے اور فرماتے کہ شیخ صاحب ابوظہبی کے گھر یا العین کے گھر میں موجود ہیں؟ تو میں سویدی صاحب کو ان کی آمد سے آگاہ کرتا اوران سے کہتا اخوكم وزمليكم الشيخ سميع الحق وصل إلى الأمارات ويريد زيارتكم ويشتاق لرويتكم ولقاء كم یعنی آپ کے بھائی اور دوست مولانا سمیع الحق صاحب تشریف لائے ہیں اور آپ کی ملاقات اور دیدار کا شوقین اور خواہشمند ہے تو سویدی صاحب حد درجہ خوش ہوتے اوران

کی ملاقات کو اپنے لئے غنیمت عظمیٰ سمجھتے اور اپنے دیگر تمام مصروفیات ترک کر کے مولانا کی ملاقات کیلئے منتظر اور بے تاب رہتے اور مولانا کو اپنے تمام ضروری مشاغل کے باوجود اپنے قیمتی وقت میں سے بڑا حصہ وقف کرتے اور جب مولانا شیخ سویدی کی مجلس (مہمان خانہ) پہنچتے تو شیخ اگر العین میں ہوتے تو اعیان وشیوخ العین اور اگر ابوظہبی میں ہوتے تو ابوظہبی کے اعیان وشیوخ کو جمع فرماتے اور ان سے مولانا کا تعارف کراتے اور پھر ایک شاہانہ دعوت کا انتظام کرتے، اس دن سویدی صاحب ابوظہبی کے گھر پر موجود تھے میں نے جب ان کو مولانا مرحوم کی آمد کی اطلاع دی تو انہوں نے کہا کہ العین کے گھر میں میری ۵۰ نمبر BMW کار لے کر مولانا کو افطار سے پہلے ابوظہبی پہنچا دیں۔

چنانچہ میں اور ڈرائیور بسم اللہ پڑھ کر ان کو لینے کے لئے شارجہ روانہ ہوئے اور جب ہوٹل میں داخل ہوئے تو لاؤنج میں ان کا انتظار کررہے تھے، تھوڑی دیر بعد مولانا اپنے داماد اور رفیق سفر محمد شفیق رحمہ اللہ کے ہمراہ لفٹ سے اتر کر جلوہ افروز ہوئے انہیں دیکھ کر میری خوشیوں کی انتہا نہ رہی ان سے معانقہ کیا اور ملاقات کا شرف حاصل کیا اور پھر کار میں سوار ہوکر ابوظہبی روانہ ہوئے اور راستے میں ان سے دینی وسیاسی مسائل کے بارے میں گفتگو ہوئی اور ان کی میٹھی میٹھی باتیں ملفوظات سن کر سفر انتہائی خوشگوار رہا، یہ رمضان المبارک کا مقدس مہینہ تھا، افطار سے ٹھیک پندرہ منٹ قبل سویدی صاحب کے مہمان خانے میں داخل ہوئے، شیخ سویدی صاحب اوران کے ساتھ موجود ضیوف زائرین وحاضرین نے مولانا کا استقبال کیا اوران کے لئے ایک بڑی دعوت کا انتظام کیا گیا تھا اور دسترخوان پر ہرطرح کی نعمتیں موجود تھیں۔ایک عجیب منظر تھا موذن نے مغرب کی اذان شروع کی تو سب نے افطار کیا، افطار سے فارغ ہوکر مسجد میں مغرب کی نماز ادا کی اور واپس آ کر مجلس میں تمام حاضرین جمع ہوئے اور ایک پرکیف قابل دید مجلس لگی، مختلف قسم کے مشروبات، تازہ کھجور، (رُطب) اور عربی قہوہ سبز چائے پیش کئے جارہے تھے اور پھر دینی، سیاسی، اقتصادی اور دیگر مختلف موضوعات پر بات چیت ہوئی، سویدی صاحب نے مولانا سے پاکستان کے حالات کے بارے میں پوچھا اور مولانا بڑی بیباکی اور دلیری سے ان کو جوابات دیتے رہے اور امریکہ اوراس کے اتحادیوں کی مذمت بیان فرمارہے تھے اکہ امریکہ ہر ملک کی سیاست میں دخل اندازی کررہے ہیں اور مسلمان آپس میں مختلف ہیں، حضرت مولانا شہیدؒ کو کافی حدتک عربی بولنے پر عبور حاصل تھا اور اگر جابجا شیخ سویدی صاحب بعض اماراتی عامی (نبطی) کلمات اپنے لہجے کے مطابق استعمال کرتے تو راقم الحروف ترجمانی کا فریضہ سرانجام دیتا رہا، اس کے بعد عشاء کی اذان ہوئی تو سب مسجد چلے گئے اور نماز اور تراویح ادا

کی، راقم الحروف نے امامت کا فریضہ ادا کیا اور پھر سویدی صاحب امارات کے سابق وزیرخارجہ عبداللہ بن راشد الیغمین کے مہمان خانہ گئے جو سویدی صاحب کے بعد امارات کے وزیرخارجہ رہے ان کے ساتھ مولانا کا تعارف کرایا اور وہاں بھی مختلف مشروبات اور قہوہ پیش کئے گئے اور آپس میں مختلف موضوعات سے دلچسپ گفتگو ہوئی اور پھر مولانا شہیدؒ نے سویدی صاحب کو اماراتی پارلیمنٹ (دیوان الرئاسہ) دیکھنے کی خواہش ظاہر کی تو سویدی صاحب نے کہا کہ کل ۹ بجے ان شاء اللہ آپ کو دیوان الرائسہ کے وزٹ کا بندوبست کردیں گے۔

رات ہم نے مولانا شہید کے ساتھ سویدی صاحب کے مہمان خانہ میں گزاری، صبح نماز پڑھ کر ناشتہ کیا اور علی الصباح دو گاڑیوں میں دیوان الرئاسة کے تمام شعبے دیکھے اور اس کے بعد مولانا رحمہ اللہ نے اجازت طلب کر کے راقم الحروف اور ڈرائیور شارجہ روانہ ہوئے اور مولانا اور محمد شفیق صاحب کو ہوٹل میں چھوڑا۔

ایک دفعہ مولانا رحمہ اللہ العین تشریف لائے تھے میں نے ان کے چہرے پر تھکاوٹ کے آثار دیکھے اور ان کی شیروانی اور کپڑے سفر کی وجہ سے کافی میلے نظر آرہے تھے تو میں نے ان کی خدمت اقدس میں عرض کیا کہ حضرت! آپ مہربانی فرما کر اپنی شیروانی رومال اور جوڑا اتار دیں اور میرا جوڑا پہن لیں تا کہ دھولیں کیونکہ عشاء کے بعد سویدی صاحب کے ساتھ ملاقات طے ہوچکی ہے اور ابھی عصر کے بعد کافی وقت ہے تو حضرت نے اپنی سادگی اور درویشانہ انداز میں فرمایا کپڑے دھونے کی کوئی ضرورت نہیں ہمارا تو سفر ہے، میں نے عرض کیا حضرت! دھلائی بہت آسان ہے، آپ بس آرام کریں، آرام کر کے آپ کی طبیعت ان شاء اللہ تازہ ہوجائیگی اور آرام کے بعد غسل کریں تا کہ جسم سے سستی دور ہوجائے اور نشاط اور تازگی مل جائے میں نے کہا کہ حضرت! پانی گرم اور معتدل ہے، چنانچہ میرے شدید اصرار کے بعد حضرت نے ناچیز کی تجویز قبول کرلی اور حضرت نے کپڑے تبدیل کئے اور پھر آرام کیا اور جب اٹھے تو کپڑے تبدیل کئے اور پھر غسل کیا میں نے کہا کہ حضرت! اب آپ ملاقات کیلئے بالکل فٹ ہوگئے ہیں، پھر میں نے اور میرے بچوں نے حضرت کے مبارک جسم کو خوب دبایا اور سر اور داڑھی میں تیل لگایا سر کو مالش کی اور عطر لگایا تو حضرت نے بڑی دعائیں کیں اور پھر میں نے ان کی خدمت میں چائے پیش کی جس میں زعفران ڈالا تھا اور تازہ کھجور رطب کی دو تین قسم پیش کئے اور جب چائے سے فارغ ہوئے تو فرمایا بیٹا! واقعی میری ساری تھکاوٹ دور ہوگئی، شکر ہے کہ آپ یہاں موجود ہیں تو شیخ سویدی کے ساتھ ملاقات آسان ہوجاتی ہے کیونکہ شیخ تو بڑے آدمی ہیں ان کے ساتھ ملاقات کرنا کوئی آسان نہیں اور

میری خوش قسمتی تھی کہ میں نے حضرت شہیدؒ سے ڈھیروں دعائیں سمیٹ لی اور پھر عشاء کی نماز کے وقت مسجد میں شیخ سویدی کے ساتھ ملاقات ہوئی اور مجلس میں کھانا تناول فرمایا۔

الغرض! حضرت مولانا سمیع الحق رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ کی زندگی کے کون کون سی محبت وشفقت علم وادب فطانت وظرافت کے واقعات ذکر کرتا رہوں گا، آپ کی شخصیت تو اتنی ہمہ گیر و عالم گیر تھی کہ اس پر احاطہ کرنا مجھ جیسے ناتواں نے علم و نالائق طالب کے بس میں نہیں آپ کی خدمات جمیلہ و مساعی جلیلہ بحر متلاظم کی طرح موجیں مارتا رہا۔

آپ اپنی ذات کو دینی خدمات کے لئے وقف کیا تھا اور ہر وقت حق کے میدان میں پیش پیش ہوتے تھے، تدریس حدیث کے علاوہ دیگر دینی علمی ،ملی، سیاسی ،تحریری ،تقریری ،وعظ و خطابت دور دور کے اسفار وغیرہ کی سرگرمیوں میں صرف کردی اور جب بھی اسلامی حرمات واقدار کے خلاف زبانیں کھولیں گئیں یا دینی اقدار کے خلاف سازشیں بنائی گئیں یا مقدسات ومحرمات کے خلاف بعض ملحدین نامراد زنادقہ اور اہل الحاد نے آوازیں بلند کیں یا شرعی امور کی عظمت ووقار کو ٹیڑھی نگاہ سے دیکھا تو آپ نے ان سب اہل باطل کے خلاف سیف مسلول بن کر بڑی جرات و دلیر کے ساتھ ان مقابلہ کیا اور آخر دم تک حق کا دفاع اور باطل کا مقابلہ کرتے رہے اور تحریری وتقریری پیغامات کے ساتھ مسلم امہ کی رہنمائی کرتے رہے۔

ختم نبوتؐ، ناموس رسالتؐ دفاع پاکستان جیسے متفق علیہا اہم مسائل کے دفاع کے لئے کوہ ہمالہ سے زیادہ بلند ہمت وعزیمت کے ساتھ ثابت قدم رہے اور بڑی دینی غیرت وحمیت کے ساتھ اپنے تن من کی بازی لگا کر ہر محاذ اور میدان میں ایک عظیم مجاہد مخلص فدائی فقید المثال محافظ وسپہ سالار کا کردار ادا کرتے رہے، بالخصوص شہادت سے قبل آپ نے ناموس رسالتؐ کے بنیادی اور اہم مسئلے پر جس طرح حق گوئی کے ساتھ اپنا پیغام مسلمانوں کو پہنچایا وہ کسی سے مخفی نہیں ،وہ بیان غور کے قلم اور سنہری سیاہی سے لکھنے کے قابل ہے اور یہ آپ کے صدق و اخلاص اور خاتمہ بالایمان (ختامہ مسک) کی واضح وبین دلیل ہے۔ آپ جیسی عظیم شخصیت کا ملنا ناپید ہے، آپ کی ساری زندگی انتہائی بے تکلفی ،سادگی ،تواضع عاجزی ،انکساری دیانت وامانت انابت الی اللہ سے عبارت تھی۔

رحمه اللّٰه روحمة الأبرار وأسكنه الفردوس الأعلى فى دارالقرار وألهم أهله وأولاده النجباء الأحرار الصبروالسلوان وجعلهم فى زمرة النجباء الأخيار وصلى اللّٰه وسلم على خير عبده ومصطفاه وعلى أله وأصحابه واتباعه الأطهار۔

آداب زندگی

خواجہ محمد معصوم سرہندیؒ

مواعظ ونصائح اور سیرت صالحین

اے بھائی! ناجنس اور مخالف طریق کی صحبت سے بچتے رہنا اور بدعتی کی مجلس سے گریزاں رہنا، یحییٰ بن معاذ رازیؒ کا مقولہ ہے کہ ان تین اصناف سے اجتناب کرو:

(۱) علمائے غافلین (۲) قرائے مداہنین (۳) متصوفہ جاہلین

جو شخص مسند مشیخت پر بیٹھا ہوا ہے اور اس کا عمل موافق سنت رسول V نہیں ہے اور نہ خود زیور شریعت سے آراستہ ہو، خبردار! خبردار! اس سے دور رہنا بلکہ احتیاطاً اس شہر میں بھی نہ رہنا جس میں ایسا مکار رہتا ہوا ایسا نہ ہو کہ کچھ عرصہ بعد اس کی طرف دل کا میلان ہوجائے اور کارخانہ روحانیت خلل پذیر ہوا ایسا شخص ہرگز اقتداء کے لائق نہیں ہوتا وہ تو خود درحقیقت ایک چور ہے پنہاں، ہرچند اس سے طرح طرح کے خوارق عادات دیکھو اور اس کو دنیا سے بظاہر بے تعلق بھی پاؤ (کبھی اس کی طرف ملتفت نہ ہونا) اس کی صحبت سے اس طرح بھاگنا جس طرح شیر سے بھاگتے ہیں۔

سیدالطائفہ حضرت جنید بغدادی قدس سرہ فرماتے ہیں: ''کامیابی کے تمام راستے بند ہیں سوائے ایک شخص کے راستے کے جو آنحضرت V کے نقش قدم کی پیروی کرے'' سیدالطائفہ ہی کا قول ہے کہ: ''مقربین صادقین'' کا راستہ درحقیقت کتاب وسنت کے ساتھ وابستہ ہے، اور وہ علماء جو شریعت وطریقت پر عامل ہیں اور وارث النبی V کہلانے کے مستحق ہیں وہ اقوال، اخلاق اور افعال میں آنحضرت V کے متبع ہوتے ہیں۔

مکرر لکھتا ہوں کہ آداب نبوی V کا خیال نہ رکھنے والے اور سنن مصطفوی V کو چھوڑنے والے کو ہرگز ہرگز ''عارف'' خیال نہ کرنا، اس کے (ظاہری) تبتل وانقطاع، خوارق عادات، زہد وتوکل اور (زبانی) معارف توحیدی پر فریفتہ وشفیتہ نہ ہوجانا ...... مدار کار اتباع شریعت پر ہے اور معاملہ نجات پیروی نقش قدم رسول V سے مربوط ہے، محق ومبطل میں امتیاز پیدا کرنے والی چیز اتباع رسول V کے نامعتبر ہے، اذکار وافکار اور اشواق و اذواق سرکار دوعالم V کی سنت کے بغیر غیر مفید ہیں، خوارق عادات کا دارمدار بھوک اور ریاضت پر ہے، اس کو معرفت سے کیا تعلق؟

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ نے فرمایا ہے: جس نے آداب سے سستی برتی وہ سنن سے محروم

ہو گیا، جس نے سنن سے غفلت اختیار کی وہ فرائض سے محروم ہوا اور جس نے فرائض سے تہاون کیا وہ معرفت سے محروم ہو گیا۔

شیخ ابوسعید ابوالخیرؒ سے لوگوں نے کہا کہ فلاں شخص پانی پر چلتا ہے،انہوں نے فرمایا: ہاں! گھاس کا تنکا بھی پانی پر چلتا ہے، (یہ کوئی کمال کی بات نہیں ہے) پھر کہا گیا کہ فلاں آدمی ہوا میں اڑتا ہے ،فرمایا: (ٹھیک ہے) چیل اور مکھی بھی ہوا میں اڑتے ہیں، پھر کہا گیا کہ فلا ں شخص ایک لحظے میں ایک شہر سے دوسرے شہر چلا جاتا ہے ،فرمایا کہ (اس میں کیا رکھا ہے) شیطان تو ایک دم مشرق سے مغرب تک چلا جاتا ہے،ان باتوں کی کوئی قیمت نہیں ہے،مرد حق دراصل وہ ہے، جو مخلوق کے درمیان نشست و برخاست رکھے، بیوی بچے رکھتا ہو اور پھر ایک لحظہ خدائے عز و جل سے غافل نہ رہے۔

شیخ علی ابن ابی بکر قدس سرہ نے ''معارج الہدایہ'' میں فرمایا ہے کہ ہر انسان کا حسن وکمال تمام امور میں ظاہراً وباطناً ،اصولاً وفروعاً ،عقلاً وفعلاً عادتاً وعبادتاً کامل اتباع رسول V میں مضمر ہے، اگر کوئی گناہ وقوع میں آجائے تو بہت جلد اس کا تدارک توبہ واستغفار سے کر لینا چاہئے گناہ پوشیدہ کی توبہ پوشیدہ طریقے پر اور گناہ آشکارا کی علانیہ طریقے پر توبہ ہو،توبہ میں دیر نہ کی جائے ،منقول ہے کہ: کراماً کاتبین تین ساعت (گھنٹے) تک گناہ لکھنے میں توقف کرتے ہیں ،اگر اس درمیان میں توبہ کر لی تو اس گناہ کو نہیں لکھتے ورنہ اپنے رجسٹر میں اس گناہ کا اندراج کر لیتے ہیں۔

جعفر بن سنانؒ فرماتے ہیں کہ توبہ سے غفلت کرنا ارتکاب گناہ سے بھی زیادہ بری بات ہے، اگر جلدی توبہ میسر نہ ہو سکے تو جب بھی توبہ کرے غرغرہ موت سے پہلے پہلے ......وہ توبہ مقبول ہے،حدیث میں آیا ہے کہ: اللہ تعالیٰ رات کو اپنا دست نوازش دراز کرتا ہے، تاکہ دن کا گنہگار توبہ کر لے اور دن کو بھی اپنی ہاتھ بڑھاتا ہے تاکہ رات کا گنہگار توبہ کر لے ،انسان کو چاہئے کہ ورع وتقویٰ کو اپنا شعار بنائے اور منہیات میں قدم نہ رکھے کیونکہ اس راہ سلوک میں نواہی سے باز رہنا (درحقیقت) اوامر کے امتثال سے زیادہ ترقی بخش ہے اور سود مند ہے،ایک درویش نے کہا ہے کہ: اچھے اعمال تو نیک اور فاجر دونوں کرتے ہیں لیکن معاصی سے بچنے کا (اہتمام) ''صدیق'' کا کام ہے۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ حلال بھی ظاہر ہے اور حرام بھی ظاہر ہے ،جو چیز تجھے شک میں ڈالے اس کو چھوڑ دے۔

اگر اپنے اور اہل عیال کیلئے تجارت یا اس کے مانند کوئی حلال کسب کرے تو وہ مضر نہیں ہے، بلکہ

مستحسن ہے کیونکہ سلف نے اس کو اختیار کیا ہے، احادیث میں فضل کسب کے بارے میں بہت کچھ بیان کیا گیا ہے، اگر کوئی توکل اختیار کرے تو یہ بھی بہتر ہے لیکن اس شرط کے ساتھ کہ پھر کسی سے طمع نہ رکھے۔

ابو محمد منازلؒ فرماتے ہیں توکل کسب حلال کے ساتھ ساتھ کرنا بہتر ہے، بمقابلہ خالی توکل کے، کھانا کھانے میں اعتدال کا خیال رکھے، نہ اتنا زیادہ کھائے کہ وہ کھانا عبادت میں کسل اور سستی پیدا کردے اور نہ اس قدر کم کھائے کہ (ضعف کے باعث) اذکار وطاعات سے باز رہے، حضرت خواجہ نقشبندیؒ کا ارشاد ہے کہ لقمہ تر کھاؤ (لیکن دینی) کام خوب کرو۔ حاصل کلام یہ ہے کہ طاعت میں جس قدر کھانا ممد ومعاون ہو، وہ خوب اور مبارک ہے اور اس کارخانے میں جتنی زیادتی طعام خلل انداز ہوجائے وہ البتہ ممنوع ہے۔

تمام افعال وحرکات میں اس کا قصد کرے کہ نیت صحیح ہو، جب تک نیت صالحہ نہ ہو حتی الامکان کوئی قدم نہ اٹھائے، لوگوں کے ساتھ اختلاط بقدر ضرورت کرے، وہ اختلاط جو برائے استفادہ ہو، البتہ محمود بلکہ ضروری ہے، ہر نیک و بد کے ساتھ خندہ پیشانی سے پیش آنا چاہئے، خواہ اس سے باطن میں انبساط پیدا ہو یا انقباض، جو شخص عذر خواہی کرے اسکے عذر قبول کرنا چاہئے، اخلاق اچھے ہوں، (خوامخوا) اعتراض کسی پر نہ کیا جائے، نرم وملائم گفتگو ہو، کسی کے ساتھ سخت ودرشتی سے معاملہ نہ کرے، ہاں خدا کے لئے سختی کرسکتا ہے۔

شیخ عبداللہؒ نے فرمایا کہ درویشی نہ فقط نماز روزے کا نام ہے، اور نہ صرف احیائے شب کا یہ تو اسباب بندگی ہے، درویشی یہ ہے کہ کسی کی دلآزاری نہ کی جائے، اس خوبی کو حاصل کرے گا تو واصل ہوگا۔

محمد بن سالمؒ سے لوگوں نے دریافت کیا کہ اولیاء کی پہچان کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ: اولیاء کی علامت یہ ہے، لطف لسان، حسن اخلاق، بشاشت چہرہ، سخاوتِ نفس، قلت اعتراض، عذر خواہ کے عذر قبول کرنا، تمام مخلوق خدا پر شفقت کرنا خواہ نیکوکار ہوں یا بدکار۔

ابو عبداللہ احمد مقری قدس سرہ فرماتے ہیں: جوانمردی یہ ہے کہ تو جس شخص سے کدورت رکھتا ہو اس سے حسن خلق سے پیش آئے اور جس آدمی سے کراہت کرتا ہو اس پر مال خرچ کرے اور جس سے نفرت ہو اس سے اچھا سلوک کرے، بات چیت کرنے میں رعایت قلت مدنظر رہے، زیادہ نیند اور زیادہ ہنسنا بھی درست نہیں کیونکہ اس سے دل مردہ ہوجاتا ہے، اپنے تمام امور کو اللہ تعالیٰ کے حوالے کرے اور خدمت مولیٰ میں چست ہوجائے، ایسا کرے گا تو تدابیر امور سے فارغ ہوجائیگا (اور سب کام غیب سے بن جائیں گے)

یحییٰ بن معاذ رازیؒ فرماتے ہیں: جس قدر تجھے اللہ سے محبت ہوگی مخلوق خدا بھی تجھ سے اتنی ہی محبت کرے گی، تجھے خدا کا جس قدر خوف ہوگا مخلوق بھی تجھ سے اتنا ڈرے گی اور تو جتنا خدا کے احکام میں مشغول ہوگا مخلوق بھی تیرا اتنا کہنا مانے گی۔

کسی پر اعتماد سوائے فضل پروردگار کے نہ ہو، اہل وعیال کے ساتھ نیک سلوک کرنا چاہئے اور بقدر ضرورت ان سے اختلاف ہوتا تا کہ ان کا حق ادا ہو جائے۔موانست تام ان سے نہ ہو، اس صورت میں اللہ تعالیٰ سے اعراض کا اندیشہ ہے، احوال نااہل سے نہ بیان کئے جائیں، مالداروں سے حتی المقدر میل جول نہ رکھا جائے، جمیع حالات میں سنت نبوی V کو اختیار کیا جائے، بدعت سے حتی الوسع اجتناب ہونا چاہئے، سالک کو چاہئے کہ حوادث میں متذبذب نہ ہو، عیوب مردم پر نظر نہ کرے، اور اپنے عیوب کو ہمیشہ پیش نظر رکھے، اپنے آپ کو کسی مسلمان پر ترجیح نہ دے سب کو اپنے سے بہتر سمجھے، ہر مسلمان کے متعلق یہ اعتقاد رکھے کہ اسکی برکت اور دعا سے مجھے کشود کار میسر ہوسکتا ہے، سلف صالحین کے حالات پیش نظر رکھے، مساکین کی ہم نشینی پسند کرے، کسی کی غیبت کی جانب خود بھی مائل نہ ہو اور جہاں تک ہوسکے دوسرے کو بھی اس سے روکے، امر بالمعروف اور نهي عن المنكر کو اپنا شیوہ بنائے، اللہ کے راستے میں انفاق مال پر حریص ہو، حسنات کے صدور سے خوشی محسوس کرے اور سیئات کے ارتکاب سے دور دور رہے، حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو شخص ایسا ہو کہ اپنا گناہ اس کو ناگوار گزرے اور نیکی اس کو خوش کرے، بس وہ مؤمن (کامل) ہے۔

مفلسی سے ڈر کر بخیلی اختیار نہ کرے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَ يَاْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَآءِ ''شیطان تم کو فقر وفاقہ سے ڈراتا ہے اور بری باتوں کا حکم کرتا ہے، قلت معیشت سے تنگدل نہ ہو عیش کا زمانہ تو آگے آرہا ہے''

''اللهم لا عيش الا عيش الآخرة'' ''یہاں کی تنگی وہاں کی فراخی کا سبب ہو جائے گی''

فقراء اور اخوان دینی کی خدمت میں کوتاہی نہ کی جائے، جعفر خلدیؒ نے فرمایا کہ احرار کی کوشش اپنے بھائیوں کے فائدے کیلئے نہ کہ اپنے ہم نفسوں کیلئے، ابوعبداللہ خفیفؒ فرماتے ہیں کہ ایک درویش میرا مہمان ہوا، اتفاقاً اس کو پیٹ کا مرض لاحق ہوگیا، میں نے اس کی خدمت و تیمارداری اپنے اوپر لازم کر لی، اتفاقاً تھوڑی دیر کیلئے میری آنکھ لگ گئی تو اس درویش نے مجھے لعنت و ملامت کرنی شروع کی اور غصے میں آ کر لعنك اللّٰہ کہا لوگوں نے مجھ سے دریافت کیا کہ جب اس نے تم کو لعنك الله کہا تو تم نے اپنے نفس کو کس حال میں پایا؟ میں نے کہا کہ: مجھے ایسا محسوس ہوتا تھا گویا کہ اس نے مجھے دعا دی اور رحمك اللّٰہ کہا۔

صوفیاء کی خدمت آداب کے ساتھ کرے تا کہ ان کی برکات سے بہرور ہو جائے۔

الطريقة كلها آداب کوئی بے ادب خدا رسید نہ ہوا، میں ارادہ کرتا ہوں کہ آداب صوفیاء کو علیحدہ (رسالہ کی شکل میں) جمع کروں، حضرت مجدد الف ثانیؒ نے اس باب میں ایک مستقل رسالہ تحریر فرمایا اور بعض آداب ضروریہ کو اس میں درج کیا ہے، اگر مل جائے تو اس کا مطالعہ کر لینا۔ بالجملہ

خاک وبے وجود ہوکر ان بزرگوں کی خدمت میں پہنچے ورنہ ان کی مصاحبت ان کی ہوس نہ کرے کیونکہ اس کے خلاف کرنے میں احتمال ضرر غالب ہے اور نفع بالکل نہ ہوگا، ابوبکر بن سعدان فرماتے ہیں جوصوفیائے کرام کی ہم نشینی اختیار کرلے اسے چاہئے کہ بے نفس وبے دل اور نے ملک ہوکر ان کے پاس رہے اور اگر اپنی چیزوں میں سے کسی چیز پر نگاہ رکھے گا تو یہ امر اس کومطلوب تک پہنچنے سے روکے گا۔

طلب حق جل مجدہ میں اپنے آپ کوآرام نہ دے اور مضطرب رہے، ابوبکر طلمسانیؒ فرماتے ہیں، 'تصوف اضطراب کا دوسرا نام ہے، جب سکون آیا، تصوف نہ رہا، محبؒ کو بغیر محبوب کے چین میسر نہیں ہوتا اور اس کے ماسوا سے الفت نہیں ہوتی اس کے اندرون سے ہمیشہ یہ ندا نکلتی ہے......

بچہ مشغول کنم دیدہ و دل را کہ مدام
دل ترامی طلبد دیدہ ترامی خواہد

مرید کواس صفت پر ہونا چاہئے جواس آیت میں بیان کی گئی ہے:

حَتّٰى اِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَ ضَاقَتْ عَلَيْهِمْ اَنْفُسُهُمْ وَ ظَنُّوْۤا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّاۤ اِلَيْهِ (التوبة:۱۱۸)

''جبکہ ان پر زمین تنگ ہوگئی ،باوجود کشادگی کے اور ان کی جانیں ان پر تنگ ہوگئیں اور انہوں نے جانا کہ اللہ کے قہر سے نجات نہیں سوائے اللہ کی طرف پناہ لینے کے''

جب مرید کی پیاس اس درجہ پر پہنچے گی اور تمام روئے زمین باوجود فراخی کے اس پر تنگ وتاریک ہوجائے گی ،تب یہ امید ہے کہ رحمت جوش میں آجائے اور اس خانماں برباد عاشق کو اپنے آغوش میں لے لے......

دادیم تراز گنج مقصود نشاں
گرما نر سیدیم تو شاید برسی

اس مسکین کا التماس تم جیسے دوستوں سے یہ ہے کہ اس مہجور وعاصی کو دعاؤں سے فراموش نہ کروگے اور اللہ تعالیٰ کے کرم عمیم سے درخواست کروگے کہ یہ گنہگار تباہ کار کل قیامت کے دن (کم از کم) زمرہ عاصیان مرحوم میں داخل وشامل ہوجائے ......

کجاماوکجازنجیرزلفش عجب دیوانگی اندرسرافتاد

سبحٰن ربك رب العزة عما يصفون ، وسلام علیٰ المرسلين ، والحمد لله رب العالمين۔

مفتی ذاکرحسن نعمانی
حیات آباد پشاور

اجیر خاص (ملازم) کی چند کوتاہیاں اوران کا علاج

اجارہ (اپنی معلوم ذہنی صلاحیت یا جسمانی محنت ومشقت خاص مدت کے لیے معلوم اجرت پر دینا) انسانی زندگی کی ایک بنیادی ضرورت ہے ۔ انسان کو دنیا میں چاہے جتنے بھی ذرائع اوروسائل زندگی حاصل ہوں مگرزندگی کے بے شمار معاملات ہیں، اسے دوسروں سے مدد لینی پڑتی ہے، کوئی انسان، ملک ادارہ اور بادشاہ وغیرہ خودکفیل نہیں ، اپنی جائز ضروریات کوئی بھی خود پوری نہیں کرسکتا ، پوری دنیا کے لوگ مختلف کاموں میں ایک دوسرے کی طرف سخت احتیاج رکھتے ہیں، ہرانسان کی دوسرے انسان کی ذہنی محنت یا جسمانی محنت کی طرف زبردست احتیاج پایا جاتا ہے ، ایک آدمی ہویا ،کوئی ادارہ ہو یا کوئی ملک ہواس کو اپنے کام صحیح چلانے کے لئے ملازم یا مزدور رکھنے پڑتے ہیں ، ملازم یا مزدور کی متعین اورمعلوم منفعت کو متعین وقت کے لئے متعین اجرت پر لینا اجارہ ملازمت اورمزدوری کہلاتا ہے، ایسے ملازم اورمزدور کو اجیر خاص کہتے ہیں جو کسی فرد، ادارہ اورملک کے ساتھ خاص وقت کے لیے کام کرتا ہے، ہدایہ میں ہے :

''الاجارة عقد یرد علی منافع بالعوض''

''عوض اوراجرت کے ساتھ اپنے منافع (ذہنی یا جسمانی محنت) فروخت کرنے کا نام ہے''

شرح المجله میں ہے:

''بیع المنفعة المعلومة فی مقابلة العوض''

''معلوم منفعت معلوم عوض کے بدلے فروخت کرنا۔''

اجیر خاص

شرح المجلہ میں ہے:

''لواستاجراحد هولاء ان یعمل للمستاجر الی وقت معین یکون اجیر اخاصا''

''مستاجر (کرایہ پر لینے والا) اگر کسی کو خاص وقت کے لیے کرایہ (اجرت) پر لے تو یہ اجیر خاص ہوتا ہے) ایسا اجیر خاص (ملازم یا مزدور) اس پورے وقت میں کوئی دوسرا کام یا کسی اور کے ساتھ کام نہیں کرسکتا۔''

اجیر خاص (ملازم،مزدور) کی ذمہ داری

ملازم ومزدور کا معاہدہ میں جس طرح خاص مدت کی رعایت ہوتی ہے، یعنی معاہدہ کے مطابق پوراوقت دے گا، مثلاً صبح آٹھ بجے تا شام آٹھ بجے تک، روزانہ ڈیوٹی ہوگی، اسی طرح مزدور صبح آٹھ بجے سے شام چار بجے تک کام کرے گا، اجارہ میں جس طرح مدت کا بیان ضروری ہے، اس طرح اس کے کام کی رعایت بھی ضروری ہے، اگر ملازم یا مزدوروقت دیتا ہے اور کام نہیں کرتا تو گناہ گار ہوگا، اورمستاجر (مالک یا ادارہ وغیرہ) کوحق حاصل ہے کہ تنخواہ اورمزدوری سے عرف اورمعاہدہ کے تحت اجرت کا کچھ حصہ کاٹ دیں۔شرح المجلۃ میں ہے کہ

"الاجیر الخاص یستحق الاجرۃ اذاکان فی مدۃ الاجارۃ حاضراللعمل ولایشترط عملہ بالفعل"

''اجیر خاص اس وقت اجرت کا مستحق ہوتا ہے جب ڈیوٹی کے وقت ڈیوٹی کی جگہ میں حاضر ہو، بالفعل عمل اورکام کرنا شرط نہیں، یعنی بروقت حاضری دے گا۔''

پھر کام ہو یا نہ ہو،کبھی کام زیادہ ہوگا کبھی کم، اورکبھی بالکل نہیں ہوگا، لیکن اجیر خاص کی حاضری ضروری ہوگی،الغرض! اگرملازم حاضر نہ ہواورکام پیش آجائے تو یہ ڈیوٹی میں خلل ہے لیکن بروقت حاضری کا یہ مطلب نہیں کہ حاضری لگائے اورکام نہ کرے بلکہ کام ضرور کرے گا، بروقت حاضری تو کام کے لیے ہی ہوتی ہے، شرح المجلۃ میں ہے:

لکن لیس لہ ان یمتنع عن العمل واذا امتنع عن العمل لایستحق الاجرۃ

''لیکن اجیر خاص کام کی جگہ بروقت حاضر ہونے کے بعد کام چوری (عمل سے رکنا اورنہ کرنا) کرے گا تو اجرت (تنخواہ یا مزدوری) کا مستحق نہ ہوگا۔''

الحاصل اجیر خاص کے لیے کام چوری اوروقت چوری ناجائز ہے۔

میرا مقصد

زیر نظر تحریر سے میرا مقصد اجیر خاص اورآجر (ادارہ) کے حقوق وفرائض کا احاطہ نہیں بلکہ

صرف اجیر خاص کے فرائض بیان کرنا مقصود ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ملازمین اور مزدوروں کا ملک وملت کی تعمیر میں بہت بڑا حصہ ہے، مزدور اور ملازمین کی تعداد بھی بہت زیادہ ہے، گویا ملکی معیشت کی کشتی کے ملاح (کشتی چلانے والے) ہیں، ذہنی محنت کی اجرت لینے والے ملازمین، بیورکریٹس، پروفیسرز، ججز، آرمی آفیسرز، آڈٹ آفیسرز، ڈاکٹرز حضرات اور مختلف اداروں کے ڈائریکٹرز وغیرہ ملک کی تقدیر سنوارنے اور بگاڑنے والے ہیں۔

دیگر لوگ (تاجر وغیرہ) ملک وملت کو اتنا نقصان نہیں پہنچا سکتے، جتنا نقصان ملازمین پہنچاتے ہیں کیونکہ یہ لوگ ایک لمبی مدت (ریٹائرمنٹ) تک ملکی وسائل کے استعمال میں سیاہ وسفید کے مالک ہوتے ہیں، ان کا ایک نیٹ ورک ہے جو ایک دوسرے سے باز پرس نہیں کرتے بلکہ ناجائز کاموں میں ایک دوسرے کو سہارا دیتے ہیں، ایک دوسرے کو چھڑاتے ہیں، بلکہ کبھی قانون کے ساتھ بھی کھیلتے ہیں، قانون ان کے سامنے بے بس ہوتا ہے۔

ملازمین کی کوتاہیاں

وقت چوری

معاہدہ کے مطابق ادارہ کو وقت نہیں دیتے، کبھی دیر سے جاتے ہیں، کبھی وقت سے پہلے نکل جاتے ہیں، ادارہ کی طرف سے بائیومیٹرک کا نظام جو درحقیقت مبنی بر تقویٰ نظام ہے لیکن اس کی پابندی نہیں کرتے۔ حاضری کے وقت اور چھٹی کے وقت انگوٹھا لگاتے ہیں، بیچ کے اوقات میں وقت چوری شروع ہو جاتی ہے۔

شمس العلماء ڈپٹی ذکاء اللہ نے چھتیس سال سروس (نوکری) میں صرف سولہ(۱۶) چھٹیاں کی ہیں، ایک اسکول کے پرنسپل نے کہا کہ میں نے ایک چھٹی بھی نہیں کی، ایک صاحب بصیرت نے کہا کہ ان کو چھٹی کی کیا ضرورت ہے، ان کیلئے حاضری لگانے کے بعد اپنے ہر کام کیلئے ادھر اُدھر جانا کوئی مشکل نہیں، حاضری لگانے کے بعد اِدھر اُدھر اپنے کام کے لیے نکل جانا وقت چوری بھی ہے اور کام چوری بھی ہے اور گناہ بھی ہے ساتھ ہی ملک وملت کے تعمیری کاموں کے لیے تخریب کاری بھی ہے۔

کام چوری

ادارہ اور ادارے کی ہرشی اور ذمہ داری ملازمین کے ساتھ ملکی وملی امانت ہوتی ہے۔ ادارہ کے تمام وسائل (گاڑی وغیرہ) ان کے قبضہ میں ہوتے ہیں، زیر تصرف وسائل تو ان کے پاس امانت

ہوتے ہیں، ذمہ دار ملازم کی حیثیت تو ایک امین متولی کی طرح ہوتی ہے، بہترین نظم کے تحت ایک بہترین ناظم اور امین کی حیثیت سے ان وسائل کو صرف اور صرف ادارہ اور ملک وملت کی تعمیر وترقی کے لیے استعمال کرے گا، ان وسائل کا ناجائز استعمال مثلاً اپنے لیے، خاندان کے لیے، دوستوں کے لیے، رشتہ داروں کے لیے عظیم گناہ ہے، ادارہ کی طرف سے وسائل کے صحیح استعمال کی اجازت اور ہدایات ہوتی ہیں، اس سے ذرہ برابر تجاوز گناہ ہے۔

واللہ اعلم، ایک ایماندار (مرحوم) افسر کی بات سنی ہے کہ دفتر کی طرف صبح جاتے ہوئے کبھی اپنے بچوں کو ساتھ بٹھا کر اسکول تک نہیں پہنچایا، حالانکہ بچوں کا اسکول راستے میں پڑتا تھا، ادارہ میں ذاتی مہمانوں کی مہمان نوازی اور ان کو ٹھہرانا یا کسی اور ذاتی مقصد کے لئے مثلاً دفتر اور ادارہ میں خوشی اور غمی کے موقع پر مہمانوں کو کھانا کھلانا، امانت اور دیانت کے خلاف ہے۔

مدرسہ مظاہر العلوم (سہارنپور، انڈیا) میں مہتمم صاحب کی گائے مدرسہ کے صحن میں بندھی ہوئی تھی، کسی نے پوچھا کہ ایسے کیوں ہو رہا ہے؟ مہتمم صاحب نے گائے ذبح کر کے بطور خیرات تقسیم کر دی۔

فضول سرکاری دوروں، سرکاری علاج، سرکاری تقریبات کی آڑ میں ادارتی اور ملکی وسائل کو بے دریغ اڑایا جا رہا ہے، یہ سب امانت اور دیانت کے خلاف ہے، بلکہ خیانت ہے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ ایک دن پریشان تھے، فرمایا: ایام حج قریب ہیں اور حج کے لئے رقم نہیں، چند دنوں بعد خدام نے عرض کیا کہ مبارک ہو، آپ کی فلاں زمین کے حاصلات پہنچ گئی ہیں، حج ادا ہو جائے گا، آپ نے فرمایا کہ یہ سارا مال سرکاری خزانہ میں جمع کر دو، اس لیے کہ میں اپنی زمینوں کے بہت حاصلات کھا چکا ہوں، یہ سیاہ وسفید کا مالک بادشاہِ وقت تھا، ایک تو حج ذاتی فریضہ ہے اور عمرہ نہ فرض ہے نہ واجب لہٰذا سرکاری وسائل پر حج اور عمرہ کے لئے جانا ناجائز ہے، ہمارے حکام یہاں نماز نہیں پڑھتے اور اپنی پاکدامنی کے اظہار کے لئے عمروں پر تشریف لے جاتے ہیں۔

مولانا عبدالباقی مرحوم سابق وزیر اوقاف (کے پی کے) نے مجھے بتایا کہ میں نے اٹھارہ بار حج ادا کیا ہے لیکن سرکاری خرچ پر ایک حج بھی نہیں کیا۔

رشوت خوری

ملازمین کی کوتاہیوں میں رشوت خوری بھی ملک وملت کی تخریب اور خود غرضی کا خطرناک جرم

اور عظیم گناہ ہے۔ رشوت لینے والا اور دینے والا دونوں دوزخی ہیں۔ ملازم ادارہ اور ملکی مفاد کے لیے تنخواہ پر کام کرتا ہے، جب کہ راشی خودغرض ہوتا ہے۔ مفاد عامہ کے لیے کام نہیں کرتا۔ بعض سرکاری اداروں میں ٹھیکداروں سے پرسنٹیج (کمیشن) لیا جاتا ہے، یہ بھی رشوت ہے۔ علامہ ابن عابدین نے لکھا ہے:

الرشوۃ مایعطیہ الشخص الحاکم وغیرہ لیحکم اویحملہ علی مایرید

اپنے حق میں فیصلہ یا اپنی چاہت کے مطابق حاکم وغیرہ کو آمادہ کرنے کے لیے کچھ دینا۔

ہدیہ اور تحائف کے نام سے رشوت عام ہوچکی ہے علامہ ابن عابدین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ان الرشوۃ یعطیہ بشرط ان یعینہ والھدیۃ لا شرط معھا۔

''رشوت اس شرط پر دی جاتی ہے کہ اسکی مدد کی جائے جبکہ ہدیہ (تحفہ) میں یہ شرط نہیں ہوتی۔''

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ ازد کے ایک آدمی کو کسی علاقہ میں صدقہ وصول کرنے کا عامل مقرر کیا وہ شخص جب واپس آیا، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: یہ آپ کے لیے اور یہ میرے لیے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آپ اپنے ماں باپ کے گھر بیٹھ کیوں نہیں جاتے تا کہ پتہ چلے کہ آپ کو کوئی ہدیہ لاکر دیتا ہے یا نہیں؟ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کا ارشاد ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کا ہدیہ آج کل رشوت بن گیا ہے، شرح فتح القدیر میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو کسی علاقے کا گورنر مقرر کیا تھا، وہ واپسی میں اپنے ساتھ مال لائے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ کہاں سے لائے؟ عرض کیا لوگوں نے تحفے دیئے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

ای عدو اللہ ھلا قعدت فی بیتك فتنتظر ایھدی لك ام لا

اے اللہ تعالیٰ کے دشمن اپنے گھر میں بیٹھ کیوں نہیں جاتے تا کہ پتہ چلے کہ آپ کو کوئی تحفہ دیتا ہے یا نہیں؟ پھر وہ مال ان سے لے کر بیت المال میں داخل کردیا۔ علامہ ابن الہمام رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ

وتعلیل النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم دلیل علی تحریم الھدیۃ التی سببھا الولایۃ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو بات فرمائی ہے (اپنے گھر کیوں نہیں بیٹھ جاتے) یہ اس بات کی دلیل ہے کہ وہ ہدیہ حرام ہے، جس کا منشاء اور سبب کوئی منصب اور عہدہ ہو۔

متبرک ہدیہ

جناب قدرت اللہ شہاب لکھتے ہیں: کہ ایک مفلوک الحال بڑھیا نے شکایت کی کہ پٹواری ان کی زمین کا انتقال بغیر رشوت کے نہیں کرتے ۔ اس کی فریاد سن کر قدرت اللہ شہاب جو اس وقت ڈپٹی کمشنر تھے ، جھنگ شہر سے ساٹھ ستر میل دور گئے اور پٹواری کو پکڑا، پٹواری نے قسم کھائی اور ایک جزدان لایا اور کہا: حضور! دیکھئے میں اس مقدس کتاب کو سر پر رکھ کر قسم کھاتا ہوں ۔

ایک نوجوان نے کہا کہ یہ بستہ کھول کر دیکھیں، دیکھا تو اس میں پٹوار خانے کے رجسٹر بندھے ہوئے تھے، پٹواری نے سر جھکا کر بڑھیا کا انتقال اراضی کا کام مکمل کیا ، بڑھیا کو جب یقین ہوگیا، کہ اس کا کام پورا ہوگیا ہے، تو بے اختیار اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے، اس کے دوپٹے کے ایک کونے میں کچھ ریز گاری بندھی ہوئی تھی اس نے اسے کھول کر سولہ آنے گن کر اپنی مٹھی میں لیے اور اپنی دانست میں دوسروں سے نظریں بچا کر چپکے سے میری جیب میں ڈال دیئے ،اس ادائے معصومانہ اور محبوبانہ پر مجھے بے اختیار رونا آگیا اور دوسرے لوگ بھی آبدیدہ ہوگئے ۔

قدرت اللہ شہاب لکھتے ہیں: یہ سولہ آنے واحد رشوت ہے، جو میں نے اپنی ساری ملازمت کے دوران قبول کی ۔اگر مجھے سونے کا پورا پہاڑ بھی مل جاتا تو میری نظر میں ان سولہ آنوں کے سامنے اس کی کوئی قدر و قیمت نہ ہوتی۔ میں نے ان آنوں کو آج تک خرچ نہیں کیا۔ بڑا گمان ہے کہ یہ ایک متبرک تحفہ ہے، جس نے مجھے ہمیشہ کے لیے مالا مال کردیا۔

علاج

مذکورہ روحانی بیماریوں کے علاج کے دو طریقے ہیں:

(۱) خوف خدا

اللہ تعالیٰ کی ذات کا اس کی اعلیٰ صفات کے ساتھ استحضار کا پیدا ہونا۔اس کے لیے بہترین طریقہ فرائض کی پابندی کے علاوہ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے، جتنا زیادہ ذکر ہوسکے ،ذکر کرنے اور سیکھنے کے لیے کسی اللہ والے سے مسلسل رابطہ اور تعلق ضروری ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ کی دو صفات سمیع اور بصیر کا تصور بہت ضروری ہے ، جس طرح اداروں میں کیمرے نصب ہوتے ہیں اور ساتھ لکھا ہوتا ہے ''خبردار کیمرے کی آنکھ دیکھ رہی ہے'' اسی طرح اداروں میں جابجا خوبصورت بینرز لگائے جائیں جن پر لکھا ہو: ''خبردار! اللہ دیکھ رہے ہیں، اللہ سن رہے ہیں'' جس اللہ نے اربوں کی تعداد میں

کانوں کو قوت شنوائی دی ہے خود اس مقدس ذات کی قوتِ شنوائی کتنی ہوگی، جس اللہ تعالیٰ نے اربوں کی تعداد میں آنکھوں کو قوت بینائی اور روشنائی دی ہے خود اس ذات میں کتنی قوتِ بینائی ہوگی پھر اس کی دنیا وآخرت میں پکڑ مضبوط اور شدید بھی ہے: ان بطش ربك لشديد ''اللہ کے دربار میں کسی کی سفارش، رشوت اور زور نہیں چلتا۔''

(۲) خوف قانون

قانون کا خوف انسان کو گناہوں اور جرائم سے بچاتا ہے۔ مجرم کو عدل والی سزا دینے سے جرائم ختم ہوجاتے ہیں۔ سعودی عرب میں خوف قانون کی وجہ سے بعض جرائم بالکل معدوم ہیں، اسی طرح افغانستان میں موجودہ طالبان حکومت کی وجہ سے امن قائم ہوگیا ہے۔ احتساب کے لیے ادارہ کا وجود بہت ضروری ہے، احتساب سے کسی کا استثناء یا رعایت احتساب کی اہمیت کو ختم کر دیتا ہے، احتساب کے تصور سے انسان گناہ اور جرائم سے بچنے کی کوشش کرتا ہے۔ کوئی ایسا نظام وضع کرنا چاہیے جس میں ملازم کی کام چوری، وقت چوری، خیانت اور رشوت خوری پکڑی جاسکے۔

ہماری بدقسمتی ہے کہ ہر قسم کا بہترین نظام چلانے والے بھی ایسے افراد ہوتے ہیں، جن میں مذکورہ خامیاں اور کوتاہیاں پائی جاتی ہیں،

(۳) اصلاحی نظام

اس لیے بہتر یہ ہے کہ ہر قسم کے نظام کے ساتھ اصلاحی نظام وضع کرنا بہت ضروری ہے۔ اگر افراد کی اصلاح نہ ہوئی ہوتو ہر قسم کا اچھا نظام فیل ہوجاتا ہے، اصلاحی نظام سے قلوب (دلوں) کی اصلاح ہوتی ہے پھر انسان کے بدن سے پھوٹنے والے اعمال شرع اور قانون کے موافق اور پابند ہوتے ہیں۔

(۴) ایک اور علاج

علاوہ ازیں ادارہ کے سربراہ اور ذمہ دار اگر بروقت حاضری اور چھٹی کریں، تو ماتحت تمام ملازمین بھی ریگولر (باقاعدہ) ہوجائیں گے۔

الغرض ذمہ دار اور سربراہ اگر مذکورہ کوتاہیوں اور خامیوں سے بچنے کی کوشش کرے گا، تو ماتحت ملازم خود بخود اور ضرور بروقت حاضری کے ساتھ اپنے فرائض ادا کرے گا، اداروں کی ترقی اور بربادی میں سب سے بڑا اور اہم رول سربراہ اور ذمہ دار ہی ادا کرتا ہے۔

جناب عبدالستار اعوان
معروف کالم نگار وصحافی

ماہنامہ ''الحق'' کی خصوصی اشاعت

اس وقت وطن عزیز کے دو معروف جرائد کے شاندار خاص نمبر ہمارے سامنے ہیں۔ ماہنامہ ''الحق'' اکوڑہ خٹک کا مولانا سمیع الحق نمبر اور ماہنامہ ''صفدر'' لاہور کا ''علامہ خالد محمود نمبر''، یہ دونوں بڑی یادگار اور دلآویز اشاعتیں ہیں۔آج کا کالم اول الذکر جریدے کے نام کرتے ہیں اور مجلّہ ''صفدر'' پر تبصرہ کسی اور وقت پر اٹھار کھتے ہیں۔

''الحق'' کا شاندار نمبر معروف عالم دین، مصنف کتب کثیرہ مولانا عبدالجبار سلفی کی وساطت سے ملا اور اس کا مطالعہ شروع کر دیا۔''الحق'' کی اس اشاعت پر جو قلبی اطمینان محسوس ہو رہا ہے وہ بیان سے باہر ہے۔ موضوع اور مواد کے اعتبار سے یہ ایک بھرپور علمی کام ہے، یہ مولانا سمیع الحقؒ کے متعلق عقیدت و محبت پر مشتمل ایک ایسی قیمتی دستاویز ہے جس میں مولانا کی شخصیت اور کمالات کا احاطہ نہایت مستحسن انداز میں کیا گیا ہے۔آفتاب آمد دلیل آفتاب کے مصداق ''الحق'' کی یہ اشاعت اپنی مثال آپ ہے۔ ماہنامہ ''الحق'' جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کا ترجمان رسالہ ہے جو طویل عرصہ سے تواتر کے ساتھ شائع ہو رہا ہے، یہ جریدہ اپنے خاص نمبروں کی وجہ سے بھی بڑی شہرت رکھتا ہے۔اس کا اجراء مولانا سمیع الحقؒ نے کیا تھا اور اب مولانا راشد الحق سمیع اپنے والد گرامی کے اس گلشن کی خوب آبیاری اور نگہبانی کر رہے ہیں، وہ گزشتہ ۲۶/ برس سے درس و تدریس کے ساتھ ''الحق'' کی ادارت بھی سنبھالے ہوئے ہیں۔

تازہ خاص نمبر پر ایک نظر پڑتے ہی مولانا راشد الحق سمیع کے علمی اور ادبی ذوق کا خوب اندازہ ہوتا ہے۔ یہ نمبر ان کی ایسی کاوش ہے جسے تادیر یاد رکھا جائے گا، مولانا راشد الحق سمیع کو اس اہم کام میں معروف علمی شخصیت مولانا عبدالقیوم حقانی کی معاونت رہی ہے۔ان دونوں ہستیوں نے اس نمبر کی ترتیب اور تدوین کا کام بڑی عرق ریزی اور اس قدر جذبے کے ساتھ کیا ہے کہ اس میں شامل ہر مضمون اور مقالہ جگمگ کرتے موتیوں کی ایک مالا کی مانند دکھائی دے رہا ہے۔ مرتبین نے جابجا بکھرے موتیوں کو جس محنت اور جذبے کے ساتھ یکجا کر کے ایک لڑی میں پرو دیا ہے اس پر وہ

ڈھیروں مبارکباد کے مستحق ہیں۔اس نمبر میں نامور قلم کاروں، دانش وروں، صحافیوں، سیاستدانوں اور جرنیلوں کے تعزیتی مضامین، شذرات، تاثرات اور پیغامات شامل ہیں۔

یہ چار ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے، پہلی جلد ۵۶۵ صفحات، دوسری جلد ۵۵۶، تیسری جلد ۵۸۰ اور چوتھی جلد ۵۲۰ صفحات پر مشتمل ہے، علاوہ ازیں ہر جلد کے آخر میں اضافی رنگین صفحات بھی دیئے گئے ہیں جن میں مولانا شہید کے متعلق یادگار تصاویر شامل ہیں۔ ہر جلد کے بیک ٹائٹل پر اہم شخصیات کے تاثرات درج ہیں۔اس نمبر کو کل ۱۵/ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلا باب نقوش حیات، دوسرا باب سیرت وکردار/اوصاف وکمالات، تیسرا باب علمی جامعیت، فضل وکمالات، چوتھا باب اہل قلم اور ارباب صحافت کی نظر میں، پانچواں باب اہل علم و دانش کی نظر میں، چھٹا باب قومی، ملی، سیاسی و پارلیمانی خدمات، ساتواں باب سفر آخرت، آٹھواں باب جہاد افغانستان اور حضرت کا مجاہدانہ کردار، نواں باب تصنیفی و تالیفی خدمات، دسواں باب ملاقاتیں/مشاہدات و تاثرات، گیارہواں باب زعمائے ملک وملت کے تاثرات، بارہواں باب خانوادہ حقانی کی نظر میں، تیرہواں باب مولانا شہید کے جواہر پارے، چودھواں باب عربی مضامین وتاثرات اور پندرہواں باب منظوم تاثرات پر مشتمل ہے۔

اس خاص نمبر کی خاص بات یہ ہے کہ اس میں دیگر مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والے علما و مشاہیر کے رشحات فکر بھی شامل ہیں۔مولانا پیر اعجاز ہاشمی نے مولانا شہیدؒ پر عمدہ مضمون باندھا ہے، شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ کا مضمون مولانا کی بلند قامت شخصیت کے مختلف پہلوؤں اور گوشوں کے بارے میں معلومات فراہم کرتا ہے۔حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی کا پیش لفظ خوب ہے، ان کا الگ سے تفصیلی مضمون بھی شامل ہے جو صفحہ ۲۷ سے ۶۰ تک پھیلا ہوا ہے۔ حقانی صاحب نے مولانا شہیدؒ کی خدمات کا جامع احاطہ کیا ہے۔اسی طرح مولانا راشدالحق کا مضمون قریبا ۱۵/صفحات پر پھیلا ہوا ہے۔ انہوں نے ابا جی، مولانا شہیدؒ کی المناک جدائی کے زیر عنوان جامع مضمون قلم بند کیا ہے۔منصور اصغر راجا نے ''کڑے سفر کا تھکا مسافر'' کے عنوان سے مولانا کے متعلق اپنی دلچسپ یادیں سپرد قلم کی ہیں اور ان کی ملی و دینی خدمات کو اجاگر کیا ہے۔مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والی قدر آور شخصیات کی ایک لمبی فہرست ہے جنہوں نے مولانا شہید کو خوبصورت انداز میں خراج تحسین پیش کیا ہے۔ مشتے نمونہ از خروارے کے طور پر چند جھلکیاں ملاحظہ کیجیے:

جناب عطا الحق قاسمی نے لکھا ہے: ''مولانا ایک بڑے مدرسے کے مہتمم ہی نہیں ایک بہت بڑے سیاستدان تھے اور وہ امریکہ کے شدید دشمنوں میں شمار ہوتے تھے''۔سردار بشن سنگھ نے

لکھا: ''مولانا نے ہمیشہ سچائی کا ساتھ دیا اور ملک کی خاطر اپنی جان کا نذرانہ پیش کر کے قوم کا سر بلند کر دیا۔'' مجیب الرحمٰن شامی نے لکھا ''مولانا کا نام دنیا بھر میں گونجتا تھا۔ ہر مکتب فکر ان کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا تھا اور اہل سیاست میں ان کا احترام پایا جاتا تھا۔'' حامد میر نے کہا ''مولانا کا کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے ہمیشہ جمہوری جدوجہد کی تلقین کی۔ وہ ریاست کے خلاف مسلح جدوجہد کے قائل نہ تھے۔''

صدر پاکستان ڈاکٹر عارف علوی صاحب نے کہا ''مولانا شہید نے پاکستان کی دستور سازی اور پارلیمانی جدوجہد میں بھرپور کردار ادا کیا۔''

جناب عمران خان صاحب نے کہا ''مولانا کی شہادت سے پاکستان کا ناقابل تلافی نقصان ہوا'' مولانا فضل الرحمٰن نے کہا ''مولانا ایک مشنری انسان تھے، وہ اپنے اغراض و مقاصد کے لئے ہر محاذ پر کوشاں رہے۔'' جناب سراج الحق صاحب نے کہا ''مولانا سمیع الحق ایک فرد نہیں ایک مشن کا نام تھا'' سینیٹر راجہ ظفر الحق صاحب نے لکھا ''مولانا نے نفاذ شریعت کے لیے عملی اقدامات کیے۔''

مولانا نور عالم خلیل صاحب نے لکھا ''مولانا با کمال محدث، دیدہ ور مفسر اور باخبر عالم تو تھے ہی وہ اردو زبان کے صاحب اسلوب نثر نگار بھی تھے۔'' مولانا ڈاکٹر سید سلمان ندوی مدظلہ نے کہا ''مولانا کی تاریخی اور سیاسی معلومات بڑی متاثر کن تھیں''۔ حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی صاحب نے لکھا ''مولانا شہید نے اپنی دینی کوششوں سے آنے والی نسلوں کے لئے عمدہ مثال پیش کی''۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ نے لکھا ''مولانا نے درس نظامی سے فارغ ہوتے ہی مجھ سے پہلے ماہنامہ ''الحق'' کا اجرا کیا اور مجھ سے پہلے ہی تجدد اور جدت پسندی کے خلاف ''الحق'' کے ذریعے قلمی جہاد شروع کیا۔ وہ میرے پیشرو تھے۔'' جناب چودھری نثار علی خان صاحب نے کہا ''مولانا شہید رحمہ اللہ علیہ نے ہمیشہ پاکستان میں امن کا ساتھ دیا''

دیگر اہل قلم اور اصحاب فکر نے بھی مولانا شہیدؒ کی ہمہ جہت اور سحر انگیز شخصیت، خدمات اور زندگی کے مختلف گوشوں کا اپنے اپنے انداز سے عمدہ جائزہ پیش کیا ہے، ہر جہت اور ہر اعتبار سے یادگار اس خاص نمبر پر ایک اخباری کالم میں تبصرہ اور تجزیہ ممکن نہیں اس کیلئے ایک مفصل مضمون بلکہ کتاب کی ضرورت ہے۔ چار جلدوں پر مشتمل ''الحق'' کا یہ خوبصورت سیٹ ان نمبروں پر رابطہ کر کے منگوایا جا سکتا ہے۔ موتمر المصنفین، جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک 03159898998 اور ''القاسم اکیڈمی''، خالق آباد نوشہرہ 0301-3019928

جناب سلمان عابد*

تحقیقی رسائل کے اشاریوں (انڈکس) کا انسائیکلوپیڈیا
[یونیورسٹیوں کے لیے روشن مثال]

دنیا میں کسی معاشرہ کی ترقی کے لیے علم و تحقیق ایک لازمی جز ہے جس کا حکم ربّ العزت نے اپنی کتاب ''فرقان حمید'' میں بارہا دیا ہے۔ تحقیق دراصل حقائق کو تلاش کرنے اور چھپی ہوئی چیزوں کے بارے میں معلومات فراہم کرنے کا نام ہے۔

تحقیق کے لغوی معنی کھوج، دریافت، تلاش، چھان بین وغیرہ کے ہیں ۔ آج کے جدید سائنسی دور میں تحقیق زندگی کا لازمی جزو قرار دی جا چکی ہے۔ زندگی کے ہر شعبے کی طرح تعلیمی میدان میں اس کی حیثیت اظہر من الشّمس ہے۔ تقریباً دنیا کی تمام زبانوں میں تخلیقی اور تنقیدی ادب کے ساتھ ساتھ تحقیق کو زیادہ اہمیت دی گئی ہے۔ کیونکہ کسی موضوع پر تخلیق یا تنقید سے پہلے یہ جاننا کہ اس موضوع پر پہلے کیا کام ہو چکا ہے اس کی تلاش، کھوج ہی تحقیق ہے اس کے بغیر نئی تخلیق ادھوری قرار پاتی ہے۔

کسی بھی موضوع پر تحقیق کے لیے رسائل وجرائد ایک بنیادی ماخذ قرار دیے جا چکے ہیں کیونکہ ان رسائل میں شائع شدہ مواد نہ صرف اپنے اپنے زمانے کی عکاسی کرتا ہے بلکہ ایک موضوع پر بیسیوں اہل علم وقلم کی تحریرات کو سامنے لا کر محقق کو نہ صرف قدیم تحقیق سے آگاہی ملتی ہے بلکہ نئے گوشے بھی وا ہوتے ہیں۔ ان رسائل میں موجود مواد محقق کو بیسیوں کتب سے بے نیاز کر دیتا ہے کیونکہ وہ مواد کتب میں نہیں ملتا۔ رسائل و جرائد کسی ملک ،قوم بلکہ زندگی کے ہر شعبے میں تحقیق کرنے اور تاریخ کو مدوّن کرنے میں ایک بنیادی حیثیت رکھتے ہیں۔ کوئی بھی مورخ یا محقق ان کے بغیر اپنی تحقیق کو 'مکمل' نہیں کہہ سکتا۔

---

* salmanabidpk@gmail.com

اردو زبان میں گذشتہ ڈیڑھ پونے دوسو میں شائع ہونے والے رسائل و جرائد میں نہ صرف برصغیر پاک و ہند کی سیاسی، ادبی، معاشرتی، معاشی، لسانی تاریخ موجود ہے بلکہ مذہب کے تقریباً ہر مسئلے کے حوالے سے ان میں سینکڑوں محققین کے مقالات و نگارشات موجود ہیں۔ ان ہزاروں رسائل و جرائد میں کسی موضوع پر مواد یا مضامین تلاش کرنا کسی ''جوئے شیر لانے'' سے کم نہیں ہوتا۔ پہلا مشکل ترین مرحلہ تو ان رسائل کی قدیم فائلوں کی تلاش ہوتا ہے اور اس کے بعد ان ہزاروں شماروں میں سے متعلقہ مواد کی تلاش بھی مشکل ترین ہوتی ہے۔ اس مشکل ترین کام کرنے اور ان رسائل میں سے تحقیقی مواد کا اس انداز میں سامنے لانے کہ محقق کے لیے آسان تر ہوجائے، لائبریری سائنس کے تحت ان کی اشاریہ سازی کی جاتی ہے۔ اشاریہ سازی بنیادی طور لائبریری سائنس کی وہ شاخ ہے جو کہ بلاشبہ تحقیق کے ہر میدان میں ایک لازمی اور بنیادی جز قرار دی جاتی ہے۔

اشاریہ سازی جس قدر ضروری کام ہے اُسی قدر یہ انتہائی کٹھن کام بھی ہے۔ محقق اس کے بغیر نہ صرف بہت زیادہ سرمایہ صرف کردیتا ہے بلکہ اپنا قیمتی وقت اور صلاحیتیں صرف سابقہ مواد تک رسائی حاصل کرنے میں صرف کردیتا ہے۔ اشاریہ سازی سے نہ صرف محقق کا سرمایہ، وقت بچتا ہے بلکہ اس کی صلاحیتیں بھی تحقیق کے لیے بچ جاتی ہیں لیکن اس کٹھن کام کو سرانجام دینے میں اشاریہ ساز کو جس قدر مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے یہ صرف وہ جانتا ہے جو اس میدان سے گزرتا ہے کیونکہ سب سے پہلے اس کو رسالوں کی تلاش میں دشواری پیش آتی ہے۔ اس کے لیے مختلف ذاتی، سرکاری لائبریریوں کو کھنگالنا پڑتا ہے۔ رسالوں کی تلاش و رسائی، ان کی فہرست سازی اور اس کے بعد لائبریری سائنس کے اصولوں کے مطابق اشاریہ سازی ایک بہت مشکل مرحلہ ہوتا ہے۔

اس حوالے سے بنیادی المیہ ہے کہ خاص طور پر پاکستان میں سرکاری طور پر ادارے اور جامعات میں شعبہ جات موجود ہیں ہونے کے باوجود پر اس اہم ترین تحقیقی لوازمے کی جمع و تدوین یا اشاریہ سازی کو باقاعدہ احسن انداز میں انجام نہیں دیا جارہا ہے۔ انفرادی اور ذاتی کاوشیں سامنے آنے کے علاوہ بعض جامعات میں ایم اے، ایم فل وغیرہ کے سندی مقالات کے لیے اشاریہ سازی کا کام کروایا جاتا ہے لیکن ان مقالات کی حالت تسلی بخش بھی نہیں اور دوسرا یہ کہ یہ مقالات ویسے بھی لائبریریوں کی زینت بننے کے بعد ان میں دفن ہوجاتے ہیں اور محقق ان تک نہیں پہنچ پاتے، اس کے باوجود مجموعی صورتِ حال الحمدللہ مایوس کن نہیں۔

پاکستان میں ربّ العزت کے فضل و کرم سے بعض افراد اور ادارے مستقل طور اس بنیادی کام کو کررہے ہیں جن میں ایک اہم نام محمد شاہد حنیف کا ہے، جنھوں نے پاک و ہند کے ۳۰ سے زائد دینی، علمی، ادبی اور تحقیقی رسائل و جرائد کی اشاریہ سازی کرکے اہل علم وقلم کے نئے راہیں ہموار کی ہیں، قدرت نے ان کو دیگر خوبیوں کے علاوہ اشاریہ سازی کے میدان میں اعلیٰ صلاحیتیں عطا کی ہیں، وہ اپنے رفقائے کرام کے ساتھ اس اہم ترین تحقیقی کام کو سرانجام دے رہے ہیں۔ موصوف کا نیا کارنامہ ''تحقیقی رسائل کے اشاریوں کا انسائیکلوپیڈیا'' (''موسوعہ فہارس مجلّاتِ علمیہ'') کے نام سے سامنے آچکا ہے۔

''تحقیقی رسائل کے اشاریوں کا انسائیکلوپیڈیا'' ...... نہ صرف اُردو زبان بلکہ کسی بھی زبان میں اپنی نوعیت کا پہلا تحقیقی کارنامہ ہے۔ اشاریوں کے اس انسائیکلوپیڈیا جس میں برصغیر پاک و ہند کے نامور ۵۴ علمی، دینی، ادبی اور تحقیقی جرائد کو شامل کیا گیا ہے۔ ان ۵۴ رسائل کے سات ہزار سے زائد شماروں کے لاکھوں صفحات میں پندرہ ہزار علمائے کرام، محققین، دانشور، ادبا اور شعرائے کرام کے ایک لاکھ مضامین کو سینکڑوں موضوعات میں تقسیم کرکے یہ کثیرالجہاتی اشاریہ ترتیب دیا گیا ہے۔ یہ اشاریہ اکیس جلدوں اور گیارہ ہزار صفحات پر مشتمل ہے۔ دیگر خصوصیات کے علاوہ اس کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس کثیرالجہاتی مشترکہ اشاریے میں اہلِ حدیث، دیوبندی، بریلوی اور تحریکی حلقوں کے رسائل کے علاوہ پاکستان کی اہم یونیورسٹیوں کے علمی رسائل کو بھی شامل کیا گیا ہے۔

اشاریوں پر مشتمل اس انسائیکلوپیڈیا کی ترتیب و تدوین سے برصغیر کے ممتاز اہلِ علم و دانش ایک سوسالہ تحقیقات سے آگاہی آسان تر ہوگئی ہے۔ اس اشاریہ سے نہ صرف علومِ قرآنی، اعجاز القرآن، تدوین وحفاظت قرآن، علوم تفسیر، حجیت و فتنہ انکارِ حدیث، فقہ و اجتہاد، علومِ سیرت النبیؐ، سیروسوانح، اسلام اور مستشرقین، ادبیات، اقبالیات، غالبیات، غزلیات، شاعری بلکہ پاک وہ ہند کی تاریخ وعلمی، سیاسی، ادبی تحریکات کے متعلقہ مواد بھی ایک نظر میں سامنے آگیا ہے۔ یہ کثیرالجہاتی اشاریے فاضل محقق محمد شاہد حنیف نے لائبریری سائنس کے اصولوں کے مطابق ترتیب دیتے ہوئے ترتیب زمانی، موضوع وار کے علاوہ مصنف وار ترتیب سے مزین کیا ہے۔

اس کثیرالجہاتی اشاریے کو دس ہزار سے بنیادی و ذیلی موضوعات میں تقسیم کیا گیا ہے۔ جس سے کسی بھی محقق کے لیے ان رسائل کے ہزارہا صفحات میں اپنے موضوع سے متعلقہ مواد کی تلاش

ایک نظر میں ہوجاتی ہے۔ یعنی کوئی بھی محقق کسی اسلامی موضوع پر اپنے مواد کے لیے صرف اس کی فہرست کے ذریعے منزل مراد تک پہنچ سکتا ہے۔

''موسوعہ فہارس مجلّات علمیہ'' کے عنوان سے مرتب اس انسائیکلوپیڈیا سے ان تحقیقی جرائد میں پاک و ہند اور بین الاقوامی کسی بھی مصنف کے شائع شدہ تمام مقالات و نگارشات کو ایک نظر میں ایک جگہ یکجا دیکھا جاسکتا ہے، مسلکی اور جماعتی حدبندیوں سے ماورا یہ انسائیکلوپیڈیا ایک شاہکار کارنامہ ہے، اس میں پاک و ہند کے قدیم ترین علمی رسالے جن میں ''اشاعۃ السنۃ'' (آغاز ۱۸۷۶ء)، ''مرقع قادیانی'' (آغاز: ۱۹۰۷ء)، ''محدث'' (آغاز: ۱۹۳۳ء)، ''برہان'' (آغاز: ۱۹۳۸ء) کے ساتھ ساتھ پاک وہند کے تحقیقی جرائد ''محدث''، ''الحق''، ''الشریعۃ''، ''رُشد''، ''فقہ اسلامی''، ''تحقیقاتِ اسلامی''، ''علوم القرآن''، ''تحقیقاتِ حدیث'' اور ''معارف مجلّہ تحقیق'' کے علاوہ جدید رسائل و جرائد بھی شامل کیے گئے ہیں، مزید براں پاکستانی یونیورسٹیوں کے تحقیقی رسائل بھی شامل اشاریہ ہیں۔ پاک و ہند کے گذشتہ ایک سو چالیس برس میں شائع ہونے ۵۴ منتخب رسائل کے سات ہزار شماروں کے اس شمارہ وار، مصنف وار اور موضوع وار اشاریوں پر مشتمل یہ انسائیکلوپیڈیا کسی پی ایچ ڈی کے تحقیقی مقالہ سے کم نہیں ہے بلکہ کئی وجوہات کی بنا پر یہ پی ایچ ڈی تحقیق سے بڑا علمی شاہکار ہے۔ یہ تحقیقی سوغات ہر یونیورسٹی کے طلباء وطالبات، پروفیسرز اور دیگر محققین کے لئے کسی نعمت الٰہی سے کم نہیں۔

یہ انسائیکلوپیڈیا ملک کے نامور اور ممتاز محقق محمد شاہد حنیف نے اپنے رفقا سمیع الرحمٰن، محمد اصغر، محمد شفیق کوکب، محمد زاہد حنیف وغیرہ کے ساتھ مل کر اسلامک ریسرچ کونسل لاہور کے چیئرمین اور ماہنامہ ''محدث'' کے مدیر اعلیٰ جناب ڈاکٹر حافظ عبدالرحمٰن مدنی کی زیرسرپرستی اور ڈاکٹر حافظ حسن مدنی کی علمی نگرانی میں مکمل کیا ہے جب کہ ڈاکٹر حافظ انس نضر اور ڈاکٹر قاری حمزہ مدنی اس تحقیقی پروجیکٹ کے منتظم ہیں۔ پاک وہند کے رسائل وجرائد میں مدفون علمی خزانے کو سامنے لانے اور جدید انداز میں اشاریوں پر مشتمل اس ''انسائیکلوپیڈیا'' کی ترتیب وتدوین پر ادارہ کو بے حد مبارک باد پیش کرتے ہوئے اور فاضل مرتب محمد شاہد حنیف اور اُن کے رفقائے کار کو اس علمی کارنامے پر خراج تحسین پیش کرتے ہیں، اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ۔

☆☆☆☆

مولانا انعام اللہ بھکروی

کالم نگار ''شریعہ اینڈ بزنس'' کراچی

یقینِ محکم، عملِ پیہم

کسی قدر بڑے کاروبار کا آغاز کرتے ہی کام کی آسانی اور بہتری کے لیے آپ کو ملازمین کی ضرورت ہوتی ہے۔ آپ ملازمین رکھتے ہی اس لیے ہیں کہ وہ کاروبار کو ترقی دینے میں آپ کے معاون بنیں اور آپ ترقی کی منزلیں طے کرتے چلے جائیں۔ آپ کی کوشش اور چاہت بھی ہوتی ہے کہ ملازمین جان توڑ محنت کریں اور آپ کا بزنس آئیڈیا جلد از جلد بامِ عروج تک پہنچ جائے۔ آپ کی سوچ بجا ہے لیکن ملازمین بھی اپنے لیڈر اور باس کی طرف دیکھتے ہیں، اگر وہ ڈھیلا ڈھالا ہے تو ملازمین بھی خود بخود دست پڑ جاتے ہیں۔ جب وہ دیکھتے ہیں کہ ان کا باس اپنے مقصد اور ہدف کے حصول میں مخلص ہے اور اس کے لیے سخت جدوجہد کرتا ہے تو وہ بھی اپنی صلاحیتیں آپ کے لیے کھپا دیتے ہیں۔ وہ کون سی صفات اور خوبیاں ہیں، جو ملازمین آپ میں دیکھنا چاہتے ہیں تو سنیے!

چیلنج قبول کرنا: لیڈر ہمیشہ بہادر اور جرات مند ہوتا ہے۔ مشکل حالات کا وہ ڈٹ کر مقابلہ کرتا ہے۔ درپیش چیلنجز کو قبول کرتا اور دیانت داری کے ساتھ ان سے نبرد آزما ہوتا ہے۔ جب آپ کاروبار کی دنیا میں ہوتے ہیں تو روزانہ آپ کو چیلنجز کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ایسے مواقع پر ملازمین بھی آپ کی طرف دیکھ رہے ہوتے ہیں کہ آپ کیا اقدام اٹھاتے ہیں۔ ان حالات میں تبصرے اور فضول باتوں میں وقت ضائع کیے بغیر اپنے ملازمین کے سامنے درپیش صورتِ حال کو رکھیں اور ان کے ساتھ مل کر کام کریں، وہ آپ کے دست و بازو بنیں گے۔ غزوہ خندق کے موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چیلنج قبول کیا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ مل کر خندق کھودی۔

اعتماد: ملازمین اس وقت اپنی وفاداری دکھاتے ہیں، جب ان پر اعتماد کیا جائے، آپ ان پر بھروسہ کرتے ہیں تو وہ مزید جذبے اور جوش و خروش کے ساتھ کام کرتے ہیں۔ ملازمین کا اعتماد حاصل کرنے کے لیے مختلف طریقے استعمال کیے جا سکتے ہیں۔ صرف آپ اپنے کام سے کام نہ رکھیں بلکہ اپنے ملازمین کے گھریلو حالات کے بارے میں بھی پوچھیں۔ اگر وہ کسی پریشانی کا شکار ہیں تو وہ دور کریں۔ انہیں بچوں کی تعلیم کے مسائل درپیش ہوں تو وہ حل کریں۔ وہ بیمار وغیرہ ہوں تو ان کی عیادت کریں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسروں کے کام کے لیے نماز جیسے اہم فریضے کو تھوڑی

دیر کے لیے موخر کر دیا۔ اگر آپ صبح کے وقت مریض کی عیادت کرتے ہیں تو ستر ہزار فرشتے آپ کے لیے مغرب تک مغفرت کی دعا کرتے ہیں اور اگر شام کو بیمار پرسی کے لیے جاتے ہیں تو صبح تک دعائے مغفرت کرتے رہتے ہیں۔ اسی طرح ملازمین سے کسی کام کے دوران غلطی سرزد ہوجائے تو انہیں ڈانٹنے یا غصے ہونے کے بجائے پیار بھرے لہجے میں سمجھائیں کہ کام ایسے کیا جاتا تو درست ہوتا یا اس طریقے سے کام ہوتا ہے، وغیرہ۔

یقین: جب بھی آپ کوئی کاروباری فیصلہ یا کام کرنے لگیں تو اس میں آپ کو پختہ یقین ہونا چاہیے۔ اگر آپ کو اس کام میں شک اور شبہہ ہے تو پھر وہ کام نہ کریں۔ آپ کو تو اس کام میں یقین نہیں ہے اور اپنے ملازمین کو وہ کام کرنے کا کہہ رہے ہیں تو وہ کیسے اس کام کو اعتماد اور یقین کے ساتھ کریں گے؟ اسی طرح جب آپ مشاورت وغیرہ کے بعد فیصلہ کرلیں تو اس پر ڈٹ جائیں اور اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے اس کام میں لگ جائیں۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تعلیم دی کہ جب باہم مشورے کے نتیجے میں کسی کام کا فیصلہ کرلیں تو اللہ پر توکل کرتے ہوئے اس کام میں جت جائیں اور اس کا نتیجہ اللہ پر چھوڑ دیں۔

عزت و احترام: جب آپ باس یا لیڈر بن جاتے ہیں تو آپ کی خواہش ہوتی ہے کہ ملازمین اور دوسرے لوگ آپ کی دل و جان سے عزت و احترام کریں۔ اس کا بہترین اور آسان حل یہ ہے کہ آپ دوسروں کی عزت کرنا شروع کر دیں۔ عزت و احترام ایسی چیزیں ہیں، جو جانبین سے تقاضا کرتی ہیں۔ ملازمین پیسے سے زیادہ کمپنی میں عزت کو دیکھتے ہیں۔ اگر ایک کمپنی میں ان کی عزتِ نفس مجروح ہو رہی ہے یا ان کو رسوائی اور ذلت کا سامنا ہے تو وہ کبھی بھی اس کمپنی یا فیکٹری میں نہیں ٹھہرتے۔ ملازمین آپ کے بھائی ہیں۔ ان کے ساتھ بھائی چارے اور اخوت کا معاملہ کیا جائے۔ غریب لوگ پیسے کو اتنی اہمیت نہیں دیتے ہیں، جتنا وہ عزت و احترام کو مقام دیتے ہیں۔ آپ ان کے ساتھ عزت و شفقت کے ساتھ پیش آکر دیکھیں تو سہی، یہ آپ پر جان نچھاور کریں گے۔

سیکھتے رہنا: بہترین لیڈر اور باس وہ ہوتا ہے، جو ہمیشہ نئی نئی چیزیں سیکھنے کی جستجو میں رہتا ہے۔ وہ نئے آئیڈیے کی تلاش اور نت نئی معلومات کی کھوج میں لگا رہتا ہے۔ جب آپ سیکھنے میں دلچسپی اور محنت کرتے ہیں تو ملازمین بھی سیکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ آپ ان کے لیے مثال اور نمونہ ہوتے ہیں کہ اتنے بڑے عہدے پر ہو کر بھی آپ مزید آگے بڑھنے کی سوچ رکھتے ہیں، وہ بھی آپ کو دیکھ کر ترقی کی راہ ہموار کرنے کے لیے تگ و دو کرنے لگتے ہیں۔ یہ صرف ملازمین کے لیے مفید نہیں بلکہ آپ کے کاروبار اور کمپنی کے لیے بھی کارآمد ہے۔

جناب ظفر آغا

کالم نگار ''قومی نیوز'' دہلی

یوکرین روس تنازعہ: جنگ کا ذمہ دار کون؟

امریکہ بغیر جنگ کے رہ نہیں سکتا کیونکہ امریکہ کی ہتھیار انڈسٹری کو جنگ چاہیے۔ ادھر کچھ دنوں سے دنیا میں کوئی بڑی جنگ نہیں ہوئی تھی۔ ظاہر ہے کہ امریکن ہتھیار لابی میں کھلبلی رہی ہوگی۔ آخر روس نے امریکن ہتھیار لابی کی یہ پریشانی دور کر دی۔ یوکرین پر روسی حملے کے بعد محض یورپ ہی نہیں بلکہ عالمی امن کو خطرہ پیدا ہو گیا اور ہتھیاروں کا بازار پھر گرم ہو گیا لیکن سوال یہ ہے کہ یوکرین میں چل رہی جنگ کا ذمہ دار کون ہے؟ امریکہ یا روس! بھئی! حملہ روس نے یوکرین پر کیا ہے تو پھر اس بات میں شک کیا کہ جنگ کا ذمہ دار بھی روس ہی ہے لیکن ٹھہریے! یہ دلیل بھی ویسی ہی ہے کہ جیسے امریکہ نے یہ کہا تھا کہ صدام حسین امن عالم کے لیے خطرہ بن گئے ہیں لہٰذا امریکہ کا عراق پر حملہ نہ صرف جائز بلکہ امن عالم کے حق میں ہے۔ اس لیے یہ تو سمجھئے کہ آخر روس نے یوکرین پر حملہ کیا کیوں! کیا روس حملے کے لیے مجبور ہو گیا تھا یا پھر روس کے صدر ولادیمیر پوتین کو پاگل ...... نے کاٹا تھا کہ وہ یوکرین پر چڑھ بیٹھے۔ اس لیے پہلے ذرا جنگ کے اسباب پر غور فرمائیے۔

دنیا واقف ہے کہ اگر روس کی فوجیں اس کی اپنی سرحد کے باہر قدم رکھیں گی تو معاملہ کہیں کا ہو بات امریکہ اور روس کے بیچ ٹھن جائے گی۔ محض ان دو عالمی طاقتوں کا معاملہ ہی نہیں بلکہ پھر تو تمام مغربی دنیا ایک طرف اور روس اکیلا دوسری طرف ہوگا، جیسا کبھی سابق سوویت یونین کے وقت ہوتا تھا۔ ظاہر ہے کہ پوتین کو اس بات کا پوری طرح اندازہ رہا ہوگا کہ روس کے یوکرین پر حملے کے ساتھ ہی ان کو نہ صرف امریکہ بلکہ پوری مغربی دنیا اور ناٹو فوج کا سامنا کرنا ہوگا۔ ظاہر ہے کہ اس کے اثرات نہ صرف روس بلکہ خود پوتین حکومت کے لیے انتہائی خطرناک ثابت ہوں گے۔ پھر بھی پوتین نے روس پر حملہ کیا۔ آخر کیوں؟

اصل بات یہ ہے کہ پوتین کو امریکہ نے یوکرین پر حملے کے لیے مجبور کر دیا۔ وہ کیوں اور کیسے؟ اس گتھی کو سلجھانے کے لیے ذرا اس خطے کی پرانی تاریخ اور جغرافیہ کو سمجھنا ہوگا۔ دوسری جنگ عظیم کے بعد اس وقت یورپ کا بٹوارا اس دور کی دو بڑی طاقتوں کے درمیان ہوا۔ مغربی یورپ یعنی

برطانیہ، فرانس، جرمنی اور دیگر مغربی یورپی ممالک امریکن کیمپ میں آ گئے اور ان کا ایک فوجی بلاک ناٹو بن گیا۔ جبکہ اس وقت کمیونسٹ سوویت یونین کے زیر اثر مشرقی یورپ کے ممالک آئے جن کا فوجی بلاک وارسا کہلاتا تھا۔ امریکہ اور سوویت یونین کے بیچ یہ ایک قسم سے معاہدہ تھا کہ ان دونوں بلاک کے بیچ وہ دونوں کوئی دخل اندازی نہیں کریں گے۔ حد تو یہ ہے کہ اس وقت یوکرین سوویت یونین کا حصہ تھا لیکن سنہ ۱۹۸۹ء میں سوویت یونین ٹوٹ گیا اور اس میں چھوٹے چھوٹے بہت سے ضم سنٹرل ایشیائی اور مشرقی یورپی ممالک سوویت یونین یعنی روس سے الگ ہو کر آزاد ہو گئے، روس کی سرحد پر یوکرین بھی ایک ایسا ہی ملک تھا جو سوویت یونین کے ٹوٹنے کے بعد آزاد ہوا۔ اس طرح سوویت یونین ختم ہو گیا۔ اس کی جگہ روس نے لی اور امریکہ دنیا کی واحد سپر پاور ہو گیا لیکن پھر بھی روس اور امریکہ کے درمیان یہ مفاہمت رہی کہ امریکہ یا مغربی یوروپ کی ناٹو فوجیں روس کی سرحد سے ملے مشرقی یورپی ممالک میں داخل نہیں ہوں گے۔ ظاہر ہے کہ یوکرین بھی ایسا ہی ایک ملک ہے جہاں روس کو مغربی یورپی فوجوں کا داخلہ ہمیشہ سے منظور نہیں ہے۔ کیونکہ اگر ایسا ہوتا ہے تو یہ روس کی گھیرے بندی کے مترادف ہوگا۔

سوویت یونین ٹوٹنے کے بعد سے یہ بات چل رہی تھی لیکن ابھی حال میں یوکرین میں امریکی حمایت سے ایک نئی حکومت اقتدار میں آئی اور اس کے صدر (جو ایک یہودی ہیں) نے اعلان کر دیا کہ یوکرین ناٹو یعنی مغربی فوجی بلاک کا ممبر بننے جا رہا ہے۔ بس یہ بات روس اور اس کے صدر پوتین کو منظور نہیں تھی کیونکہ یوکرین کے اس فیصلے سے مغربی فوجیں روس کی سرحد تک پہنچ جاتیں اور پھر دوسری جنگ عظیم کے بعد سے مغربی اور مشرقی یورپ کے درمیان جو ایک قسم کی امن برقرار رکھنے کی شرط طے کی گئی تھی وہ شرط ٹوٹ گئی۔ بس پھر کیا تھا، پوتین یوکرین کے اس اعلان کے بعد شمشیر بکف ہو گئے۔ روس نے اعلان کر دیا کہ روس کو یوکرین کا ناٹو فوجی بلاک میں داخلہ منظور نہیں لیکن امریکہ کے اشارے پر یوکرین کے مغرب نواز صدر اپنے فیصلے پر اٹل رہے۔ پوتین نے بھی اعلان کر دیا کہ اگر ایسا ہوا تو روس یوکرین پر حملہ کر دے گا۔ حد یہ ہے کہ روسی حملے سے دو روز قبل بھی پوتین نے ایک تقریر میں اعلان کیا کہ یوکرین ابھی بھی یہ اعلان کر دے کہ وہ ناٹو ممبر نہیں بنے گا، تو بات حل ہو جائے گی لیکن امریکہ کے زیر اثر یوکرین کے صدر نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ بس پھر جو ہونا تھا وہ ہو گیا۔ اب روس کی فوجیں یوکرین میں ہیں۔ امریکہ کی ہتھیار انڈسٹری کو ایک نئی جنگ مل گئی ہے۔ ظاہر ہے کہ دنیا بھر میں ہتھیاروں کی خرید و فروخت کا بازار گرم ہونے کا انتظار ختم ہو گیا ہے یعنی جنگ کا ذمہ دار روس نہیں بلکہ امریکہ ہے۔ اور اب آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا!

حافظ خرم شہزاد
مدیر ''الجمعیۃ'' اخبار، گوجرانوالہ

ماہنامہ ''الحق'' کی اشاعت خاص بیاد حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ مرتبین کی خدمت میں ہدیۂ تبریک!

زمانہ طالب علمی میں راقم کو جن اکابر علماء کی شخصیات سے پہلے پہل تعارف اور شناسائی ہوئی اُن میں شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق شہید نور اللہ مرقدہ سرفہرست تھے، اس لیے کہ راقم نے جب اپنے مادر علمی جامعہ اسلامیہ کامونکے ضلع گوجرانوالہ میں درس نظامی کا آغاز کیا تو ہمارے مہتمم اور استاذِ اول، مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرؤف فاروقی صاحب دامت برکاتہم کی نظریاتی اور سیاسی وابستگی حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ سے ہونے کی وجہ سے متعدد بار حضرت شہید رحمہ اللہ ہمارے مادر علمی میں تشریف لاتے اور اپنی زیارت وملاقات سے نوازتے۔ استاذ گرامی حضرت مولانا عبدالرؤف فاروقی صاحب دامت برکاتہم کی ایک نمایاں خوبی یہ بھی تھی کہ انہوں نے اپنے ادارے پر تنظیمی یا سیاسی رنگ نہیں چڑھنے دیا بلکہ ہمیشہ اسے ایک تعلیمی درسگاہ کی حیثیت سے ہی طلباء کی تعلیم اور تربیت پر ہی توجہ فرماتے۔ کئی سال پڑھنے کے باوجود کبھی بھی یہ نہیں فرمایا کہ فلاں تنظیم میں کام کرو یا ہماری جماعت کے رکن بنو۔ یہی وجہ ہے کہ جب حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ تشریف لاتے تو ہمیں اولاً یہی تعارف ہوتا کہ وہ ملک کی عظیم دینی درسگاہ، ثانی دارالعلوم دیوبند جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے مہتمم اور ممتاز علمی شخصیت ہیں۔ اُن کی شخصیت اور علمی کمالات کا تعارف بعد میں تفصیل کے ساتھ اس وقت ہوا جب ماہنامہ ''الحق'' کا مطالعہ کرنا شروع کیا۔ مجھے یاد ہے کہ اپریل ۲۰۰۱ء میں جب ہم استاذ گرامی حضرت مولانا عبدالرؤف فاروقی صاحب دامت برکاتہم کی سرپرستی میں اساتذہ اور طلباء کے ایک قافلہ کے ہمراہ جمعیۃ علماء اسلام کے زیر اہتمام پشاور میں منعقدہ ''ڈیڑھ سوسالہ خدمات دارالعلوم دیوبند کانفرنس'' میں شرکت سے پہلے کچھ دیر کیلئے دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک رُکے اور حضرت شہیدؒ کی زیارت وملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ اسی نسبت سے اُن سے عقیدت اور اُنس قائم ہو گیا۔ جب بھی اُن سے ملاقات ہوتی وہ بہت عزت اور حوصلہ افزائی سے نوازتے، اپنی علمی مجالس سے مستفید فرماتے، اکابر دیوبند کا تذکرہ فرماتے، حقانیہ کی تاریخ اور خدمات بیان فرماتے

تو ان کی مجلس سے اٹھنے کو جی نہ چاہتا۔حضرت مولانا شہیدؒ کی برکت سے اُن کے لائق و فائق فرزند اور ماہنامہ ''الحق'' کے مدیر شہیر مولانا راشدالحق سمیع اور معروف مصنف وادیب شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب مدظلہ سے بھی تعلق خاطر قائم ہوگیا۔مولانا حقانی صاحب مدظلہ ناچیز کی بہت قدر کرتے،خوب حوصلہ افزائی سے نوازتے،لکھنے کی ترغیب دیتے اور لکھے ہوئے کو اپنے مجلّہ ''القاسم'' میں شائع فرما کر حوصلہ بڑھاتے،فجزاہم اللہ تعالیٰ۔

اِس خاندان پر اس وقت قیامت ڈھا دی گئی جب حضرت مولانا سمیع الحق صاحبؒ کو راولپنڈی میں بے دردی کے ساتھ شہید کردیا گیا۔اس کا غم اور الم ہر اس شخص نے محسوس کیا جس کا حضرت شہید رحمہ اللہ، اُن کے خانوادے اور ادارے سے کسی بھی درجے کا تعلق تھا۔مولانا شہید رحمہ اللہ ایک عظیم اور بین الاقوامی شخصیت کے مالک تھے۔اُن کا علمی، ادبی اور فکری تعارف تو تھا ہی مگر اُن کا بین الاقوامی سطح پر بھی خوب چرچا تھا اور اُن کی شخصیت عالمی معاملات ومسائل میں زیر بحث رہتی۔ ضرورت اس بات کی تھی کہ ان کی شخصیت کے شایانِ شان خراج تحسین پیش کرنے کے لیے ایک تاریخی دستاویز شائع کی جائے۔اس کام کی تعمیل اور پھر بہ خوبی اس کی تکمیل اللہ تعالیٰ نے حضرت شہید رحمہ اللہ کے لائق جانشین مولانا راشدالحق سمیع حفظہ اللہ اور قابل فخر و لائق شاگرد حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی حفظہ اللہ کے ہاتھوں انجام دلوائی۔ جو اس عظیم اور تاریخی اشاعت پر مبارک باد اور ہدیہ تبریک کے مستحق ہیں۔

گذشتہ روز برادر گرامی حضرت مولانا راشد الحق سمیع حفظہ اللہ کی جانب سے ماہنامہ ''الحق'' کی چار ضخیم جلدوں پر مشتمل بھاری بھرکم بنڈل پوسٹ مین نے جب حوالے کیا تو اس اشاعت کو دیکھ کر رشک آیا کہ کس قدر اخلاص اور محنت کے بعد یہ عظیم اشاعت منصۂ شہود پہ آئی۔ کمپوزنگ، پرنٹنگ، معیاری کاغذ،اعلیٰ جلد بندی اور دیدہ زیب سرورق کے اوصاف نے اس اشاعت کی عظمت کو مزید چار چاند لگا دیئے ہیں جو یقیناً مرتبین کے اعلیٰ اور نفیس ذوق کی عکاسی ہیں۔تقریباً ۲۲۳۰ صفحات اور چار ضخیم جلدوں پر مشتمل یہ اشاعت خاص برصغیر میں کسی بھی شخصیت پر شائع ہونے والی پہلی ضخیم اشاعت ہے جو اپنی اپنی تمام تر خوبیوں کے لحاظ سے ممتاز ہے۔برادر گرامی و مدیر اعلیٰ ''الحق'' اکوڑہ خٹک،مولانا راشد الحق سمیع حفظہ اللہ کا تہہ دل سے بہت بہت شکریہ کہ انہوں نے اس عظیم اور ضخیم اشاعت سے ناچیز کو مستفید ہونے کی سعادت سے نوازا۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس محنت کو قبول فرمائیں اور شہید حضرت مولانا سمیع الحق صاحب نوراللہ مرقدہ کی روح کو مسرور اور اُن کی تربت کو تا قیامت منور فرمائیں۔آمین

سفرنامہ ترکی

مولانا ڈاکٹر قاسم محمود
صدر مجلس علمائے کراچی و جامعہ اسلامیہ مخزن العلوم

دیارِ خلافت کا سفر شوق

(آخری قسط)

ہم نے اب برصا روانہ ہونا تھا۔ منتظمین حضرات کی رہنمائی سے تمام حضرات بسوں میں سوار ہوکر اپنی نشستوں پر براجمان ہوگئے۔ ادعیہ و اوراد سفر کے ساتھ بسیں چل پڑیں، کچھ دیر بعد ہمارے بہت ہی مخلص منتظم جناب مولانا عمیر صاحب کھڑے ہوئے اور تمام ساتھیوں سے مخاطب ہوکر بتایا کہ ہم کروز شپ کے ذریعے برصا جا رہے ہیں، انہوں نے بتایا کہ ہمیں بس سے اترنے کی ضرورت نہیں، ہم بس سمیت جہاز میں سوار ہوں گے، انہوں نے بتایا کہ جہاز میں داخل ہونے کے بعد آپ چاہیں تو بس میں اپنی نشستوں پر ہی بیٹھے رہیں اور چاہیں تو بس سے نکل کر اوپر جہاز کے عرشے پر جا کر بیٹھیں، دونوں صورتیں ممکن ہیں۔ اس کے ساتھ ہی عمیر صاحب نے ساتھیوں کو تاکید کے ساتھ یاد دہانی بھی کروائی کہ تمام ساتھی دوران سفر صفائی ستھرائی کا انتہائی خیال رکھیں، بس کے اندر ریپرز شاپر وغیرہ پھینکنے سے گریز کریں کیونکہ ہمارے ترک بھائی صفائی ستھرائی کا بہت خیال رکھتے ہیں اور جب ایسا نہ ہو تو ان کو بہت ناگوار گزرتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ صفائی ویسے بھی اچھی اور ضروری چیز ہے اور ماشاء اللہ ہم اس کا اہتمام بھی کرتے ہیں مگر یہاں اس کا زیادہ اہتمام کرنا اس لئے ضروری ہے کہ ہم یہاں نو وارد ہیں، دور دیس سے یہاں آئے ہیں، پھر دین سے ہماری نسبت ہے بلکہ ہم دین کے نمائندے ہیں، ہمیں اپنے وطن اور دینی زندگی دونوں کے متعلق اچھے تاثرات چھوڑنا چاہئے۔

مولانا عمیر صاحب کی یہ یاد دہانی بہت ہی برمحل اور صائب تھی۔ ہمیں دین اور وطن دونوں حوالوں سے بالخصوص سماجی زندگی میں بہت احتیاط اور پھونک پھونک کر قدم اٹھانے چاہئیں۔ ہم اچھے رویوں کا مظاہرہ کریں گے تو ملک کی بھی نیک نامی ہوگی اور دیکھنے سننے والے دین کی طرف بھی راغب ہوں گے جبکہ برعکس صورتحال میں دونوں لحاظ سے سخت نقصان اور خسارے کا اندیشہ ہے، ان

باتوں کا یوں تو ہمیں اپنے ملک میں رہتے ہوئے بھی بہت اہتمام کرنا چاہیے مگر پردیس میں اور وطن سے دور کسی دوسرے ملک میں ذمے داریاں دوچند ہو جاتی ہیں۔

بس سمیت بحری جہاز میں

کچھ دیر چلنے کے بعد بس پورٹ میں داخل ہوئی اور پھر ہم بس سمیت ساحل پر اپنے برتھ میں تیار کھڑی کروز شپ پر سوار ہوگئے۔ جہاز میں داخل ہونے کے بعد ہم نے بس میں بیٹھے رہنے کے بجائے جہاز کے اوپر کے پورشن پر جانے کا فیصلہ کیا چنانچہ ہم بس سے اترے اور جہاز کے عرشے پر چلے گئے، یہاں ماشاء اللہ حضرت مولانا مفتی محمود الحسن مسعودی صاحب اور حضرت مولانا جالندھری صاحب نے حسب معمول خوبصورت مجلس جمائی تھی۔ ہم بھی شریک بزم ہوگئے، اہل علم کی مجلس کہیں بھی ہو، افادے اور استفادے سے خالی نہیں ہوتی۔ اکابر علماء کی دلنشین ناصحانہ باتیں جاری تھیں اور ہم سمندر کے دلکش نظاروں اور تازہ ہواؤں سے لطف اندوز ہونے کے ساتھ ساتھ مجلس میں محو تھے کہ اسی اثنا میں اناؤسمنٹ ہوئی کہ جہاز منزل پر پہنچ گیا ہے۔

برصا میں

ہم نے گھڑیاں دیکھیں تو تقریباً پونے گھنٹے کا وقت اس دوران بیت چکا تھا یعنی یہ سفر کم و بیش پینتالیس منٹ پر مشتمل رہا۔ منتظمین نے ہمیں بتایا کہ تمام حضرات جہاز کے نچلے پورشن میں کھڑی اپنی اپنی بسوں پر سوار ہو جائیں۔ ساتھی سکون سے بسوں پر سوار ہوگئے اور بسوں نے جہاز سے آہستہ آہستہ قدم باہر نکالنا شروع کر دیئے۔ بسیں فراٹے بھرتے ہوئے بورصا کی راہ پر گامزن تھیں۔ بسیں تیزی سے آگے بڑھ رہی تھیں اور دلفریب و دلکش مناظر ایک ایک کر کے پیچھے بھاگ رہے تھے۔ ہم ایک منظر کی دید سے نگاہیں تر نہ کر پاتے کہ دوسرا، پھر تیسرا اور چوتھا منظر آنکھوں میں نقش چھوڑ کر نکل جاتے اور دل میں کسک رہ جاتی کہ کاش! ان سارے مناظر کو ایک ایک کر کے دل میں اتار دیا جائے اور بیٹھ کر جی بھر کر شوق دید کو تسکین پہنچائی جائے۔ سفر میں مگر منظر کہاں کسی کیلئے رکتے ہیں۔ یوں مناظر کے تعاقب میں نگاہیں دوڑاتے دوڑاتے ہم شہر کے وسط میں داخل ہوگئے۔ جیسا کہ بتا چکا ہوں بورصا شہر ترکی کے مشہور اولو داغ پہاڑ کے دامن میں واقع ہے۔ اگر آپ پہاڑ کی چوٹی سے نیچے دیکھیں تو ایسا محسوس ہوگا کہ کوئی خوب صورت بچہ پہاڑ کی گود میں کلکاریاں مار رہا ہے۔ پورا شہر پہاڑ

کے دامن میں سمٹا ہوا ہے اور ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اولوداغ پہاڑ نے اس شہر کو بڑی محبت سے مضبوطی سے اپنے سینے سے چمٹا رکھا ہو۔

برصا میں پہلا قدم

استنبول میں آپ سیاحت کے لئے پہنچیں تو تبرکاً سیدنا حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار پر حاضری سے ابتدا کرتے ہیں، بورصہ آئیں تو کیسے ہوسکتا ہے کہ آپ اس شہر کے پہلے مسلمان فاتح، خلافت عثمانیہ کے پہلے تاجدار عثمان غازی کے دربار میں حاضری سے بے اعتنائی برتیں، ہمارا پروگرام بھی یہی طے تھا، چنانچہ برصا میں ہماری پہلی منزل اور پہلا قدم غازی بادشاہ رعیت پرور تاجدار عادل سالار جری مرد مجاہد عثمان خان اول کے مزار کا احاطہ ٹھہرا۔

بسیں سیدھی پہاڑی کے دامن میں ایک خوبصورت قطعے کی طرف بڑھیں جہاں قدیم و جدید کے حسن کا خوبصورت امتزاج ہر طرف دعوت نظارہ دے رہا تھا۔ ہم ایک جاذب و دلکش پارک کے قریب اترے اور غازی عثمان کے دربار میں حاضر ہوئے۔ اسلام کے اس عظیم سپاہی، عظیم سپہ سالار، خادم اور بادشاہ عدل گستر کو سلام عقیدت پیش کیا، ایصال ثواب کیلئے فاتحہ پڑھی اور ان کے درجات کی بلندی کیلئے رب کے حضور دعا کی اور اہل اسلام کی طرف سے ہدیہ سپاس پیش کیا۔ ظہر کا وقت ہو رہا تھا، قریب ہی ایک جگہ ہم نے نماز ظہر ادا کی۔ نماز کے بعد منتظمین ہمیں کھانے کیلئے لے گئے اور ایک بار پھر روایتی ذائقوں سے بھرپور کھانا برصا کی تازہ اور فرحت بخش فضا میں تمام ساتھیوں نے نذر معدہ کیا اور ڈوب کر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ کھانے سے فارغ ہو کر ذرا فاصلے پر غازی عثمان خان کے بیٹے اور خلافت عثمانیہ کے اولین معمار غازی اورخان کے مزار پر گئے اور وہاں بھی اس عظیم سلطان کیلئے فاتحہ پڑھی اور گلہائے عقیدت پیش کئے۔

پہاڑی کی سیر

یہاں سے فارغ ہو کر ہم نکلے تو منتظمین نے ہمیں آگے کیا کہ اب ہم یہاں پہاڑی کی سیر کو جائیں گے، ایک پہاڑی پر جا کر وہاں سے چیئر لفٹ کے ذریعے وادی کو عبور کر کے دوسری چوٹی پر جائیں گے، کچھ دیر یہیں ٹہلنے کے بعد ہم دوبارہ بسوں پر سوار ہو گئے اور پہاڑ کے قریب مقررہ پوائنٹ پر بسوں سے اتر گئے، بہت ہی شاندار اور پر سکون انتظامات تھے۔ تمام حضرات اب پیدل چل پڑے، بڑا خوبصورت منظر تھا، ایک طرف ماحول انتہائی شاندار تھا، قدم قدم پر دلکش مناظر اپنی جانب کھینچ لیتے

تھے اور دوسری طرف صاف براق اجلے سفید لباس میں ملبوس علمائے کرام کا پا پیادہ قافلہ تھا، ہر طرف عماموں کی گویا بہار وادی میں اتر آئی تھی، جس سے ماحول کا حسن دوبالا ہو گیا تھا۔ ہم ایک ترتیب سے چلتے گئے، کچھ دیر بعد وہاں جا پہنچے جہاں سے ہمیں آگے سفر کے لئے چیئر لفٹ پکڑنی تھی یہاں سے ہم مختصر ٹولیوں میں چیئرلفٹس پر سوار ہو گئے اور ایک ایک کر کے چیئرلفٹس ہوا میں بلند ہونے لگیں، یہ کافی لمبا فاصلہ تھا، چیئر لفٹ زیتون کے خوبصورت باغات میں سے گزر رہی تھی، چیئرلفٹس کیلئے بعض جگہ درختوں کو خوبصورتی سے تراش کر بھی روٹ بنایا گیا ہے، ہمیں خوف محسوس ہو رہا تھا کہ خدا جانے کیسا تجربہ ہوگا، کہیں الجھن تو نہیں ہوگی، سر تو نہیں چکرائے گا، ہم نے ان سب خدشوں کو ذہن کے ایک کونے میں گٹھری بنا کر رکھا اور ساتھیوں کے ہمراہ اللہ کا نام لے کر چیئر لفٹ پر سوار ہو گئے، کہتے ہیں کہ عموم بلوی میں مصیبت کم اذیت دیتی اور ہلکی محسوس ہے (البلوی اذا عمت خفت) شاید اسی کا نفسیاتی اثر تھا کہ ایک دوسرے کو دیکھ کر سب کا حوصلہ بڑھا اور ہم نہایت سکون سے نظاروں سے لطف اندوز ہوتے رہے، یہ ایک زبردست تفریح تھی۔ سب ساتھی خوب انجوائے کر رہے تھے، کوئی نعت پڑھ رہا تھا، کوئی تلاوت گنگنا رہا تھا۔ چیئر لفٹ کبھی ہموار پرواز کرتی اور کبھی اوپر اٹھتی اور پھر نیچے چلی جاتی۔ پھر یکا یک بلند ہوگئی اور بلند تر ہوتی چلی گئی، یہاں تک کہ ہم پہاڑ کی چوٹی پر پہنچ گئے۔

برف زراوں میں

چیئرلفٹس نے ایک الگ ہی لینڈ اسکیپ پر لینڈ کیا۔ چیئرلفٹس سے ہم باہر آئے تو ایک الگ ہی مسحور کن دنیا باہیں کھولے ہماری منتظر تھی۔ کراچی سے ہم چلے تھے تو بہار کے دوش پر گرما کے آغاز کو ہم چھوڑ آئے تھے۔ کچھ دن تو شدید گرمی نے شہر کو اپنی لپیٹ میں لیا تھا اور ہیٹ ویو بھی چلی تھی۔ ترکی میں ہم نے قدم رکھے تو بہار کے ہوشربا سحر نے ہمیں گلے لگایا اور ایسا لگا خزاں رت سے نکل کر اچانک بہار سے ہم آغوش ہوئے ہوں۔ استنبول کی پر کیف فضا قدم قدم پر جتلائے جا رہی تھی کہ بہار ہوتی کیا ہے اور یہ کس قدر نشیلی احساسات کا نشاط آور خمار ہوتی ہے۔

کوچ کا نقارہ

استنبول سے ہم بورصا کیلئے نکل رہے تھے تو بارش ہو رہی تھی۔ ہوٹل کی لابی میں مولانا عبدالعزیز صاحب کے ساتھ بیٹھ کر کچھ دیر تو میں استنبول کی اس بہار زادی بارش کے سحر میں جکڑ گیا تھا۔ چند ثانیوں کے انہاک نے بارش کے حسن میں اس قدر محو کر دیا تھا کہ اچانک کوچ کا نقارہ بجا تو

یوں لگا جیسے میں نے پہروں اس محویت میں گزارا ہو۔ ہڑ بڑا کر خود کو اچھی طرح ہلا جلا کر ہی یہ یقین کرنا پڑا تھا کہ کئی پہر نہیں بلکہ چند ثانئے ہی وقت کے دھارے میں پیچھے رہ گئے ہیں۔ موسم کچھ کچھ پہلے ہی خنک تھا۔ بارش نے اسے کچھ سرد بھی بنا دیا تھا۔ ایسے میں میرے اونی چغہ اور گرم اونی ٹوپی نے خوب ساتھ دیا تھا، جو خوش قسمتی سے گھر سے روانہ ہوتے وقت ساتھ لے آیا تھا۔

شدید سردی کا احساس

چیئر لفٹس سے اترتے ہی سرد ہواں کے بگولے اور جھکڑ ہمارے قدموں میں لوٹ پوٹ ہو گئے اور ایک لمحے کو پورا بدن تھرا اٹھا۔ یہاں سے ہمیں کچھ دور تک پا پیادہ سفر طے کرنا تھا۔ جوں جوں آگے بڑھتے گئے درجہ حرارت گرتا چلا گیا۔ کچھ دیر آگے بڑھے ہی تھے کہ قدموں کے نیچے سفید نرم ملائم قالین آتا گیا۔ یہ برف زار تھا۔ پہاڑی کی چوٹی تک ہم برف کے سفید قالین پر ہی چلتے اور چڑھتے چلے گئے۔ ہمارے لئے تو اگرچہ بنیادی طور پر یہ کوئی نیا یا انوکھا تجربہ نہیں تھا کہ ہم ایسے ہی برف زاروں کے باشندے ہیں اور پہاڑوں کی گود میں پلے بڑھے ہیں، ہمارے ساتھ قائد وفاق حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری مدظلہم سمیت بہت سے اکابر علما میدانی اور گرم علاقوں سے تعلق رکھنے والے بھی تھے مگر ماشااللہ ہم نے حضرت قائد مدارس سمیت ان تمام حضرات کو بہت پرسکون انداز میں ہمت واستقامت کے ساتھ اس برف زار کی پہاڑی پگڈنڈیوں کو طے کرتے دیکھا اور بڑی مسرت ہوئی۔ اللہ اللہ کیا ہی دلربا منظر ہمارے سامنے دامن پھیلائے کھڑا تھا، چوٹی پہ پہنچے تو ہم نے دیکھا۔ چڑھائی اور ہموار پگڈنڈیاں طے کرتے کہیں کہیں ہانپتے ہم اوپر پہاڑی کے اوپر پہنچ چکے تھے۔ یہ تقریبا چودہ سو میٹر اونچی پہاڑی تھی۔ ہر طرف برف ہی برف نے پہاڑ کو اپنی آغوش اور بانہوں میں بھر رکھا تھا۔ شدید سردی ہم واضح محسوس کر رہے تھے۔ مناسب گرم لباس ہمراہ نہ ہوتا تو ہمارے دانت بج اٹھتے۔

گرم ملبوسات

ہم نے دستیاب گرم ملبوسات سے جس قدر خود کو سردی سے محفوظ رکھنے کی کوشش کر سکتے تھے، کوشش کی اور بڑی حد تک صورت حال کا مقابلہ کرنے کے قابل ہوئے اور مزے سے برف پہ چلتے اور اللہ تعالی کی قدرت کے خوبصورت نظاروں سے دل و دماغ کو سیراب کرتے گزرتے رہے اور پہاڑی پہ پہنچ کر برف زار پہ کھڑے ہو کر دیکھا تو اللہ تعالی کی کبریائی اور خلاقی پر ایمان مزید مضبوط

ہوا۔ تمام احباب یہاں دیر تک برف سے کھیلتے اور پہاڑ کے دامن، اترائی اور نیچے وادی میں پھیلے ہوئے دلکش مناظر سے محظوظ ہوتے رہے۔ یہاں بھی حسب موقع اکابر علمانے پر لطف باتوں سے دل موہ لیا۔ ذکر اذکار، اوراد و وظائف بھی چلتے رہے۔ بالکل ایسا ہی جیسے اہل علم اور اہل نظر کی سیر و تفریح میں ہونا چاہئے، یہاں بھی اکابر علماء کی برکت سے ہماری سیر و تفریح اللہ تعالی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ذکر، توحید و رسالت، مبدا و معاد پر گفتگو سے دنیوی و اخروی دونوں اعتبار سے مالا مال رہی، کلام الٰہی میں اللہ تعالی کی وسیع زمین کی سیر کی ترغیب ہے مگر یہ سیر محض تفریح برائے تفریح کیلئے نہیں بلکہ مظاہر قدرت کو دیکھ کر خالق حقیقی کی قدرت و کبریائی کا نقش دل پہ بٹھانے کیلئے ہے۔

سیر وتفریح کی انسانی صحت پر خوشگوار اثرات

الحمد للہ حضرات علمائے کرام کی موجودگی میں یہ مقصد بھی اس سیر و سیاحت سے پورا ہو رہا تھا اور ہمارا سفر مقصد حقیقی کی برکتوں سے معمور رہا۔ سیر و تفریح کی انسانی صحت پر خوشگوار اثرات اور جسمانی و دماغی صحت کیلئے اس کی ضرورت سے بھی انکار ممکن نہیں۔ ایک مسلمان کے لئے اپنی صحت کی بہتری کیلئے بھی ہر ممکن اقدام اور کوشش کرنی چاہئے، سیر و سفر بھی اس میں داخل ہے۔ مسلمان اگر اللہ کے احکامات کی بجا آوری کے ساتھ سیر و تفریح کرے تو سیر کی سیر ہوگی اور عبادت کی عبادت بھی۔

ہمیں اپنے نوجوانوں کو اس بات کی ترغیب و تربیت دینی چاہئے کہ وہ تفریح میں بھی حدود اللہ اور دینی احکامات کی پیروی کا اہتمام کریں۔ انہیں بتانے اور باور کرانے کی ضرورت ہے کہ ایک مسلمان کی تفریح اور غیر مسلم کی تفریح میں بھی ایک تہذیب، رویوں اور اصولوں کا فرق ہے۔ مسلمان ایک خاص روحانی ڈسپلن کا پابند ہے، اسے ہر قدم اور مقام پر اس ڈسپلن اور نظم کی پابندی کے ذریعے رب کے سامنے سرخرو ہونے کی فکر کرنی چاہیے۔

برفستان سے واپسی

سیر و تفریح کرتے کافی وقت بیت گیا تھا، اب عصر کا وقت ہوا چاہتا تھا۔ تمام ساتھیوں نے یہیں عصر کی نماز ادا کی اور پھر آہستہ آہستہ واپسی کیلئے قدم اٹھا لئے۔ ہم دوبارہ چل کر وہاں آ گئے جہاں چیئرلفٹس نے لینڈ کیا تھا۔ یہاں سے ہم پھر وادی کو چیئرلفٹس پر عبور کر کے پہلی چوٹی پہ پہنچے اور کچھ ہی دیر میں واپس وہاں پہنچ گئے جہاں ہماری بسیں کھڑی تھیں۔ سورج پیر سمیٹ رہا تھا اور ڈوبتے سورج کے پہلو میں نئے خوبصورت مناظر افق کے پار طلوع ہو کر دعوت نظارہ دے رہے تھے۔ اب وہ

سارے مناظر جو ہم یہاں سے آگے جاتے ہوئے دیکھ چکے تھے، سورج کے رنگ بدلنے کے ساتھ نئے رنگ میں دیدہ و دل کو اپنی طرف کھینچ رہے تھے اور ہر منظر ایسا خوبصورت اور دلکش کہ دیکھتے ہی دل سبحان اللہ پکار اٹھتا۔

بورصا کے ہوٹل میں

بسوں میں بیٹھ کر ہم بورصا میں اپنے اس ہوٹل پہنچ گئے، جو منتظمین نے یہاں قیام کیلئے بک کروایا تھا۔ مغرب کا وقت ہوگیا تھا۔ ہوٹل پہنچ کر تمام احباب نے لابی میں نماز مغرب ادا کی۔ ہوٹل عمدہ، صاف ستھرا اور شہر کے پرسکون گوشے میں واقع تھا۔ نماز کے بعد مولانا عمیر صاحب نے تمام ساتھیوں کو کمروں کی چابیاں دیں۔ ہم کمروں میں گئے، دستی سامان رکھا اور کھانے کیلئے واپس آ گئے۔ ایک بار پھر لذیذ، عمدہ اور اشتہا انگیز طعام دسترخوان پر موجود تھا۔۔ تمام ساتھیوں نے سیر ہو کر کھایا اور عشا کے قریب اپنے اپنے کمروں میں منتقل ہوگئے۔ یوں ترکی کے اس چوتھے عظیم شہر میں ہمارا پہلا دن اختتام کو پہنچا۔

بورصہ میں ہمارا پہلا دن ایک طرف بہت مصروف گزرا، تو وہیں بہت خوشگوار اور نشاط آور بھی رہا۔ پہاڑیوں کی سیر نے اگر ایک طرف جسم میں تھکان کی کسل مندی اتار دی تھی تو دوسری طرف نظاروں کی دلربائی اور لفریبی نے ساری تھکان بھلا دی تھی۔ جب تک ہم سیر و تفریح میں مگن رہے، ہمیں تھکاوٹ کا احساس تک نہ ہوا۔ ایک برف پوش اور دوسری سبزہ پوش پہاڑی کی سیر میں دن بڑا شاندار گزرا۔ ہم مناظر کے حسن میں اس قدر محو رہے کہ وقت گزرنے کا احساس ہی نہیں ہوا۔ عصر پہاڑی پر ہی موجود ایک سادہ چھوٹی مگر دلکش مسجد میں ادا کرنے کے بعد ہم واپس ہوئے تھے۔ ہوٹل پہنچے تو خاصی دیر ہوچکی تھی اور مغرب کا وقت تنگ ہو رہا تھا۔ ہوٹل کی لابی میں ہم نماز کی ادائیگی کے لیے جگہ تلاش ہی کر رہے تھے کہ ایک ہم سفر مفتی صاحب کو دیکھا وہ وہیں لابی میں ہی چادر کو مصلی بنا کر نماز میں کھڑے ہیں۔ ہم بھی تیار ہی کھڑے تھے۔ مفتی صاحب کو دیکھا تو جگہ کی تلاش بھول کر فوراً ان کی طرف متوجہ ہوئے اور ان کے پیچھے اپنی چادر بچھا کر نیت باندھ لی اور یوں ہماری بھی نماز ہوگئی۔

احساس تنہائی

نماز کے بعد ہمیں بتایا گیا کہ کھانے میں کوئی جلدی نہیں ہے، تمام ساتھی سکون سے تیار ہولیں، کمروں میں جائیں، پھر آرام سے کھانا لگا دیا جائے گا۔ کورونا کی وجہ سے پورے ترکی میں غیر معمولی سختیاں اور پابندیاں ہیں۔ تمام ہوٹل اور طعام گاہیں سرِ شام سات بجے ہی بند کردی جاتی ہیں اور ہر طرف ہو کا عالم ہوتا ہے۔ ہم دن بھر کی تفریح کے بعد خاصے تھکے ہوئے بھی تھے اور ساتھ ہی بھوک بھی خوب چمک رہی تھی۔ ہم سمجھ رہے تھے یہاں بھی جلدی جلدی کھانا کھا کر فارغ ہونا پڑے گا مگر منتظمین نے بتایا کہ یہاں خاصی رعایت اور سہولت ہے، ہم ساڑھے نو بجے تک کھانا لے سکتے ہیں۔ اس طرف سے مطمئن ہوکر ہم نے کمروں کی راہ لی، میرے رفیق غرفہ مولانا نقیب حقانی صاحب مولانا عمیر صاحب سے کمرے کی چابی لے آئے، مولانا نقیب حقانی صاحب ہر دلعزیز انسان ہیں۔ مخلص اور صاف دل ہیں، ہمدرد اور خیر خواہ ہیں اور کئی اخلاق عالیہ کے جامع ہیں۔ سفر پر روانگی سے پہلے ان سے تعارف اور ملاقات تو تھی مگر یہ معلوم نہیں تھا کہ وہ بھی اس سفر میں ہمارے ہمراہ ہوں گے، چند ایک بڑے حضرات کے علاوہ نہیں معلوم تھا کہ کون کون ساتھ ہوں گے، اس لیے پریشانی اور فکرمندی لاحق تھی کہ ہم اکیلے کیسے آٹھ دن دیارِ غیر میں گزار پائیں گے۔

اس سفر کے لئے روانگی کی تحریک ہمارے بہت ہی پیارے دوست اور بھائی جناب مولانا سید یوسف شاہ صاحب امیر جمعیت علمائے اسلام س صوبہ خیبر پختونخوا نے دی تھی۔ انہوں نے بڑی ترغیب دی اور کہا کہ اکٹھے سفر کریں گے، چنانچہ انہیں دیکھ کر میں بھی تیار ہوا تھا مگر سفر پر روانگی کے دن قریب پہنچے تو ایک دن مولانا سید یوسف شاہ صاحب نے بتایا کہ اچانک بچیوں کی رخصتی کا پروگرام طے پا جانے کی وجہ سے وہ اس سفر میں شریک نہیں ہوسکیں گے۔ یہ سن کر مجھے شدید قلق اور خاصی مایوسی ہوئی تھی۔ میں نے شاہ جی سے باقاعدہ احتجاج بھی کیا کہ آپ یہ میرے ساتھ زیادتی کررہے ہیں، میں اب اکیلے کیسے سفر کروں گا مگر شاہ جی نے میرا حوصلہ بڑھایا اور کہا کہ ان شاء اللہ کوئی پریشانی نہیں ہوگی بلکہ آپ کو بہت مزہ آئے گا۔ ان کی باتوں سے پورا اطمینان نہ ہوا مگر خواہی نخواہی سفر کیلئے تیاری شروع کردی اور پھر ایک دن اللہ اللہ کرکے سفر کا آغاز بھی ہوگیا اور بدستور ذہن پر متوقع طور پر اکیلا رہنے کے خدشات حاوی رہے۔

کراچی ایئر پورٹ پر میں امیگریشن اور دیگر ضروری کارروائیوں سے فارغ ہوکر انہی خیالات میں کھویا ہوا کھڑا تھا کہ مولانا نقیب حقانی صاحب اور مولانا عبدالحسیب صاحب سے آنکھیں

چار ہوگئیں اور اس کے ساتھ ہی سفر کے سرِ آغاز پر ہی اللہ تعالیٰ نے تنہائی کا احساس اور خدشات دور کر دیئے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ قدم قدم پر دونوں حضرات کے ساتھ بڑی اچھی رفاقت رہی اور ہم پورے سفر کے دوران ایک لمحے کیلئے بھی تنہائی کا احساس ہمارے قریب تک نہیں آیا۔ یہ ایک فطری بات ہے کہ انسان اگر کسی سے متعارف نہ ہو تو ایک طرح کی اجنبیت اور بعد کی کیفیت سے دوچار ہو کر مجلس میں بھی تنہا اور اکیلا محسوس کرتا ہے۔ اس سفر میں تمام ہی نامی گرامی حضرات اہل علم موجود تھے۔ ان کی موجودگی میں ہمیں کوئی مشکل پیش نہیں آئی اور کسی طرح کی بھی اجنبیت کا احساس نہیں ہوا مگر فطری طور پر سفر شروع ہونے سے پہلے جس احساس سے دوچار تھا۔

ترکش کھانے

القصہ مولانا نقیب حقانی صاحب کمرے کی چابی لے آئے تو ہم سامان اٹھا کر کمرے میں پہنچے، کچھ دیر کمر سیدھی کی اور تیار ہو کر کھانے کیلئے ہوٹل کی طرف چل دیئے۔ کھانے کی میز پر ہم بیٹھے تو کچھ دیر میں مولانا عبدالحسیب صاحب اور پھر مولانا عمران صاحب بھی ہمارے پاس ہی آ کر بیٹھ گئے۔ یہاں کھانے کی ترتیب بڑی عمدہ ہوتی ہے۔ ہم کرسیوں پر بیٹھے تو کچھ دیر میں یہاں کا روایتی سوپ سرو کیا گیا جو ایک خاص دال سے بنا ہوتا ہے۔ اسے بطور اسٹارٹر پیش کیا جاتا ہے، اس لذیذ سوپ سے دو دو ہاتھ کر کے ہم فارغ ہوئے تو ایک اور ڈش کا سامنا تھا دوست ہم کو اور یہ تھی سویٹ ڈش ترکش ذائقے سے بھرپور مزیدار آئسکریم کی۔

رفیقانِ سفر

بہر حال! برسبیل تذکرہ اس کا حوالہ دیا۔ ورنہ حقیقت یہ ہے کہ حضرت قائد وفاق، حضرت مولانا مفتی محمود الحسن مسعودی، حضرت مولانا الیاس چنیوٹی، حضرت مولانا شفیق احمد بستوی، منتظمین جناب حضرت حافظ اقبال قریشی صاحب، مولانا عبد الحسیب اور مولانا عمیر صاحبان اور دیگر تمام حضرات نے سفر کے دوران اجنبیت کا کوئی حجاب آڑے نہیں دیا۔ ان حضرات کی معیت میں خوب لطف اندوز ہوئے، ان کے قریب ہوئے اور قریب سے انہیں جاننے کا موقع ملا۔ سفر کے شروع میں سوچ رہا تھا کہ ان بڑے حضرات کے ساتھ خدا جانے کس قدر پر تکلف رکھ رکھاؤ اور ادب آداب کی قید میں رہنا پڑے گا مگر الحمد للہ یہاں پورے سفر کے دوران قدم قدم پر ان کی بے تکلفی، یار باشی، خوردنوازی، خوش مزاجی اور اخلاق حسنہ کا خوشگوار تجربہ ہوا اور سفر بھی خوشگوار گزرا۔ تمام حضرات کیلئے دل جذبات تشکر اور دعاؤں سے لبریز ہے۔

صاحبزادہ عبدالحق ثانی

دارالعلوم کے شب و روز

آئندہ سال دارالعلوم میں تخصص فی اللغة العربیہ اور تخصص فی الحدیث کا اجرا اور دورانِ تعطیلات جامعہ میں دورہ اصول حدیث کا انعقاد

الحمدللہ گزشتہ سال جامعہ دارالعلوم حقانیہ میں عم مکرم حضرت مولانا راشد الحق صاحب کے نئے تعلیمی منصوبے ''تخصص فی الدعوة والارشاد'' کو اللہ تعالیٰ نے بھرپور کامیابی سے نوازا ،اس کامیابی کے بعد آئندہ تعلیمی سال کیلئے انہوں نے مزید نئے دو تخصصات (تخصص فی اللغة العربیہ اور تخصص فی الحدیث) کا بھی منصوبہ تیار کیا ہے اور حضرت مہتمم مولانا انوارالحق صاحب مدظلہ اور نائب مہتمم حضرت مولانا حامد الحق صاحب کی دعا وسرپرستی سے نئی کلاسوں کی ترتیب ونصاب وغیرہ بھی بنا دیا گیا ہے ،(انٹری ٹیسٹ ۱۶رشوال ۱۴۴۳ھ بمطابق ۱۷رمئی ۲۰۲۲ء بروز منگل ہوگا۔)''تخصص فی الحدیث'' کے لئے بطور تمہید دارالعلوم میں دوران تعطیلات 25 روزہ دورہ اصول حدیث کا اہتمام مولانا راشد الحق صاحب کی تجویز پر کرایا گیا جس میں اس فن کے ماہر اساتذہ (مولانا مفتی اجمل غنی،مولانا سعید الرحمٰن ، مولانا حبیب اللہ قاسمی، مولانا سجاد الحجابی، مولانا نورالرحمٰن ہزاروی، مولانا محمد ساجد صدوی، مولانا صدیق اللہ اورمولانا مفتی ابولبابہ شاہ منصور صاحبان) نے شرکا کوفن اصول حدیث سے متعلق مختلف موضوعات پر تفصیلی لیکچرز دیئے۔حضرت مہتمم صاحب، نائب مہتمم صاحب، حضرت مولانا گل رحمان حقانی صاحب،مولانا عرفان الحق، مولانا حبیب اللہ قاسمی ،مولانا مفتی محمد اجمل غنی اور دیگر علمائے کرام نے بھی دورہ اصول حدیث کی اختتامی تقریب سے خطاب فرمایا۔

تقریب میں حضرت مولانا سید یوسف شاہ صاحب،مولانا محمد الیاس ،مولانا سلمان الحق ، مولانا لقمان الحق ،مولانا بلال الحق اور جامعہ کے بعض اساتذہ ونتظمین نے بھی شرکت کی، اسناد کی تقسیم حضرت مہتمم صاحب کے ہاتھوں ہوئی۔دورہ اصول حدیث اور دورہ تفسیر کے انعقاد کے باعث دارالعلوم میں چھٹیوں کے باوجود بھی علماء وطلباء کی آمدورفت کے باعث رونقیں بحال رہیں۔اللہ تعالیٰ گلشن دارالعلوم حقانیہ کی پر بہار رونقیں تا صبح قیامت قائم ودائم رکھے۔آمین

بھتیجے مولانا عبدالحق ثانی فرزند برادرم مولانا حامد الحق حقانی کی تقریب شادی خانہ آبادی

الحمدللہ خاندان حقانی کے لئے عرصہ دراز کے بعد خوشی کا موقع میسر آیا ،عزیزم صاحبزادہ عبدالحق ثانی فرزند اکبر مولانا حامد الحق حقانی صاحب کا عقد نکاح بروز جمعہ ۱۱؍مارچ کو پشاور میں میرے کزن حضرت مولانا ارشد علی قریشی ،مہتمم جامعہ اشرفیہ پشاور کی صاحبزادی سے منعقد ہوا۔ نکاح مہتمم حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ نے پڑھایا۔ مولانا عبدالحق ثانی کے سسر مولانا ارشد علی قریشی جو حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کے لاڈلے قابل وفاضل بھتیجے ہیں۔ دلہن بھی ماشاء اللہ حافظہ، عالمہ، قاریہ اور پشاور یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی ڈاکٹر ہیں۔ اس خوشی میں مختصر دعوت ولیمہ کا اہتمام ۱۳ مارچ ۲۰۲۲ کو کیا گیا تھا جس میں کئی معزز مہمانوں نے شرکت کی اور پھر دوسرے دن ۱۴؍مارچ کو جماعت اسلامی کے امیر جناب سراج الحق صاحب، عوامی نیشنل پارٹی کے جنرل سیکرٹری میاں افتخار حسین صاحب، مسلم لیگ (ن) کے رہنما سابق گورنر اقبال ظفر جھگڑا صاحب، ممتاز قبائلی سیاستدان الحاج شاہ جی گل آفریدی صاحب اکوڑہ خٹک تشریف لائے اور برادرم حضرت مولانا حامد الحق حقانی صاحب کے فرزند کی شادی کی مبارکباد دی، دعوت ولیمہ میں ملک بھر سے دینی، سیاسی جماعتوں کے قائدین ،ممتاز علماء کرام وشیوخ اور جمعیت علماء کے اکابرین نے شرکت کی، اشاعت التوحید والسنہ کے سربراہ مولانا محمد طیب طاہری، میجر (ر) عامر، انصار الامہ کے سربراہ مولانا فضل الرحمٰن خلیل، سینیٹر طلحہ محمود، جماعت اسلامی کے نائب امیر جناب لیاقت بلوچ صاحب، چیئرمین اسلامی نظریاتی کونسل جناب قبلہ ایاز صاحب، ہدیۃ الہادی کے امیر پیر سید ہارون گیلانی کے علاوہ جمعیت علماء کے اکابرین اور جامعہ حقانیہ سمیت ملک بھر کے ممتاز علماء کرام نے شرکت کی۔ اس کے علاوہ ملک کی سیاسی وعسکری قیادت کی جانب سے والدمحترم کے نام مبارکباد کے خطوط و پیغامات ارسال ہوئے جن میں صدر پاکستان جناب عارف علوی صاحب، چیف آف آرمی سٹاف جنرل قمر جاوید باجوہ صاحب،اس وقت کے اپوزیشن لیڈر اورموجودہ وزیراعظم میاں شہباز شریف ،سابق وزیراعظم سید یوسف رضا گیلانی صاحب،حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب، شیخ الاسلام مفتی تقی عثمانی صاحب ،جمعیت علماء پاکستان کے سربراہ صاحبزادہ ابوالخیر محمد زبیرصاحب اورمولانا قاری حنیف جالندھری ودیگر شامل تھے۔ (تحریر: مدیر مسؤل مولانا راشد الحق سمیع)

حضرت مہتمم صاحب کی مصروفیات

۲۱ فروری کو جامعہ اشرفیہ پشاور کے سالانہ تقریب ختم بخاری ودستار بندی کے لئے پشاور تشریف لے گئے جہاں پر تقریب کی صدارت اور ختم بخاری کا درس دیا، حضرت مولانا ارشد علی قریشی ،مہتمم جامعہ

اشرفیہ کی خواہش پر طلباء کو سند الاجازۃ الحدیث بھی عنایت فرمائی، اپنے خطاب میں طلباء کو گرانقدر نصائح اور معاشرے میں زندگی گزارنے اور اصلاح کے بارے میں زرین ارشادات بیان فرمائے۔

۲۲ فروری کو ضلع نوشہرہ کے تمام بنین امتحانی سنٹرز جو کہ وفاق المدارس کے تحت امتحان دے رہے تھے نگران عملہ کی ترتیب کا پروگرام جامعہ حقانیہ میں منعقد ہوا، جس کی صدارت حضرت مہتمم صاحب نے فرمائی، تدریب میں نگران عملہ سے پرمغز خطاب فرمایا اور امتحانات کے حوالے سے ہدایات دیں۔

۲۶ فروری کو وفاق المدارس کا سالانہ امتحان شروع ہوا، حضرت مہتمم صاحب، وفاق کے نائب سینئر صدر ہونے کی وجہ سے ہفتہ بھر امتحان انتہائی مصروف رہے اور مسلسل پورے پاکستان کے لئے عموماً صوبہ کے پی کے لئے خصوصاً مختلف ٹیمیں تشکیل دیں اور امتحانی نظم کی نگرانی فرماتے رہے۔

۳ مارچ کو پیر پیائی نوشہرہ کے میاں برادران حضرت مولانا نعیم حقانی کا نکاح پڑھایا اور اہل خانہ کا مبارکباد دی۔

۵ مارچ کو حضرت مہتمم صاحب کوئٹہ تشریف لے گئے جہاں جامعہ اسلامیہ کچلاک اور دیگر کئی مدارس کی دستار بندی و ختم بخاری کی تقریبات میں شرکت کی، اس موقع پر بلوچستان کے سینکڑوں فضلاء نے حضرت مہتمم صاحب کا پرتپاک استقبال کیا اور ملاقاتیں کیں اور اپنی عقیدت کا اظہار کیا۔ اس سفر میں دارالحفظ کے نگران اعلیٰ مولانا قاری شفیع اللہ حقانی اور مولانا بلال الحق مکی صاحبان بھی ہمراہ تھے۔

۱۰ مارچ کو جامعہ حقانیہ کے ایک بہترین فاضل اور جامعہ نعمانیہ ڈاگئی بانڈہ نبی بہی کے مہتمم حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی کے اصرار پر جامعہ نعمانیہ تشریف لے گئے جہاں پر حفاظ کی دستار بندی کی اور خطاب فرمایا۔

۱۱ مارچ کو حضرت مولانا حامد الحق حقانی کے فرزند مولانا عبدالحق ثانی کے نکاح کی تقریب میں شرکت کے لئے پشاور تشریف لے گئے اور نکاح پڑھایا۔☆ ۱۴/ مارچ کو وفاق المدارس العربیہ کے سالانہ امتحان کے پرچوں کی چیکنگ ملتان میں شروع ہوئی جس کی نگرانی کے لئے حضرت مہتمم صاحب ملتان تشریف لے گئے جہاں روزانہ مہتمم صاحب کی صدارت میں اجلاس ہوتے رہے اور پرچوں کی چیکنگ اور درپیش چیلنجوں پر سیر حاصل بحث مباحثہ اور مشورے ہوتے جہاں حضرت مہتمم صاحب مفید مشوروں اور تجاویز سے نوازتے۔ اس موقع پر حضرت مولانا سلمان الحق حقانی صاحب بھی ہمراہ تھے۔

۱۸/ مارچ کو جلوزئی کے سماجی کارکن جناب حاجی حسین احمد خٹک مرحوم کے بھتیجے کے نکاح کی تقریب میں شرکت کی اور نکاح پڑھایا۔☆ ۲۵/ مارچ کو جامعہ حقانیہ کے دفتر تعلیمات کے ناظم و مدرس مولانا انعام الحق حقانی کے مدرسہ عربیہ تفہیم دین ٹیٹارہ تاروجبہ تشریف لے گئے جہاں پر حفاظ کی

دستار بندی کی اور خطاب فرمایا۔☆ ۲۹/مارچ کو بہاولپور کے ممتاز عالم دین حضرت مولانا رب نواز عباسی جامعہ تشریف لائے اور حضرت مہتمم صاحب سے ملاقات کی اور جامعہ کا تفصیلی دورہ بھی کیا۔
۳۰/مارچ کو جامعہ عائشہ صدیقہ خیرآباد تشریف لے گئے جہاں پرختم بخاری کا درس فرمایا اور مختصر خطاب کیا۔ ۱۷/اپریل کو جامع مسجد عبدالحقؒ محلّہ ککے زئی میں تراویح ختم القرآن کی سعادت مولانا بلال الحق مکی نے حاصل کی ،اختتامی دعا مولانا سلمان الحق حقانی صاحب نے فرمائی اس موقع پر مولانا بلال عابد صاحب نے تفصیلی خطاب فرمایا۔

حضرت نائب مہتمم صاحب کی مصروفیات

۴ مارچ کو جمعیت علماء اسلام کے سربراہ حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب سے اسلام آباد میں ان کی رہائش گاہ پر ملاقات کی اور ملکی سیاسی صورتحال پر تبادلہ خیال کیا۔☆ جامعہ دارالعلوم نشتر آباد پشاور میں سالانہ تقریب دستار بندی میں والدمحترم حضرت مولانا حامدالحق حقانی مدظلہ نے بطور مہمان خصوصی شرکت کی اور خطاب فرمایا۔☆ ۲۶ فروری کو اسلامی نظریاتی کونسل کے اجلاس میں شرکت کے لئے اسلام آبادتشریف لے گئے ۔☆ ۲۸فروری کو سابق وزیرداخلہ جناب رحمان ملک مرحوم کی وفات پر ان کے بھائی اور صاحبزادوں سے تعزیت کی۔

جامعہ کے اساتذہ کا سفرحرمین

جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے اساتذہ ادائیگی عمرہ کے لئے تشریف لے گئے جن میں حضرت مہتمم مولانا انوارالحق صاحب مدظلہ ،حضرت مولانا عبدالحلیم دیر بابا جی، حضرت مولانا محمد ادریس ،مولانا سعید الرحمٰن،مولانا مفتی مختار اللہ حقانی، مولانا سید یوسف شاہ،مولانا سلمان الحق،مولانا عرفان الحق حقانی اور مولانا اسامہ سمیع حقانی صاحبان وغیرہ شامل ہیں ۔

وفیات: ۱۲/اپریل کو جامعہ حقانیہ کے مجلس شوریٰ کے بانی رکن اور خاندان حقانی کے مخلص حضرت مولانا قاری محمدامین صاحب مرحوم کی زوجہ بقضائے الٰہی وفات پاگئیں ،آپ قاری محمد اخلاق صاحب (امام فیصل مسجد اسلام آباد) اور قاری امین الحسنات کی والدہ ماجدہ تھیں۔تعزیت کے لئے نائب مہتمم حضرت مولانا حامد الحق حقانی، مدیر''الحق'' مولانا راشد الحق سمیع،مولانا عرفان الحق ،مولانا سلمان الحق، مولانا اسامہ سمیع ،مولانا خزیمہ سمیع صاحبان نے شرکت کی ۔☆ ۲۱/فروری کو خاندان حقانی کے قریبی محبّ اور حضرت مہتمم صاحب کے قریبی دوست ملک ثمین خان اکوڑہ خٹک کی وفات پر حضرت مہتمم صاحب تشریف لے گئے ،جنازہ پڑھایا اور جملہ پسماندگان سے تعزیت کی۔

جامعہ کے نئے تعلیمی سال ۴۴-۱۴۴۳ھ بمطابق ۲۳-۲۰۲۲ء کے داخلوں کا شیڈول

درس نظامی

درجات	ایام	تاریخ
تمام درجات کے قدیم طلباء (اعدادیہ تا دورہ حدیث)	بدھ	۱۰۔ شوال ۱۴۴۳ھ بمطابق ۱۱/ مئی ۲۰۲۲ء
جدید دورہ حدیث شریف	جمعرات	۱۱۔ شوال ۱۴۴۳ھ بمطابق ۱۲/ مئی ۲۰۲۲ء
جدید دورہ حدیث شریف	ہفتہ	۱۳۔ شوال ۱۴۴۳ھ بمطابق ۱۴/ مئی ۲۰۲۲ء
موقوف علیہ، اعدادیہ، متوسطہ، اولیٰ، ثانیہ، ثالثہ	اتوار	۱۴۔ شوال ۱۴۴۳ھ بمطابق ۱۵/ مئی ۲۰۲۲ء
سادسہ، رابعہ، خامسہ، تکمیل	پیر	۱۵۔ شوال ۱۴۴۳ھ بمطابق ۱۶/ مئی ۲۰۲۲ء
تجوید للعلماء، تجوید للحفاظ، تخصص فی الفقہ، تخصص فی الدعوة والارشاد، تخصص فی الحدیث، تخصص فی اللغةالعربية	منگل	۱۶۔ شوال ۱۴۴۳ھ بمطابق ۱۷/ مئی ۲۰۲۲ء
افتتاح	بدھ	۱۷۔ شوال ۱۴۴۳ھ بمطابق ۱۸/ مئی ۲۰۲۲ء

شعبہ حفظ : درجہ حفظ میں داخلہ کے خواہشمند طلباء کی درخواستیں ۱۵ رمضان تا ۱۰/ شوال بمطابق ۱۷/ اپریل تا ۱۱/ مئی دفتر اہتمام میں جمع کی جائینگی، حفظ کے خواہشمند طلباء کا ٹیسٹ اور انٹرویو وغیرہ ۹، ۱۰ شوال بمطابق ۱۰-۱۱/ مئی بروز منگل، بدھ صبح 9:00 کو دارالعلوم حقانیہ میں ہوگا (امسال شعبہ حفظ کا داخلہ دارالعلوم کی تعلیمی کمیٹی اور دارالحفظ کے اساتذہ کی مشترکہ نگرانی میں ہوگا)۔ صرف وہ امیدوار درخواست دیں جو قرآن ناظرہ سے پڑھ چکے ہوں۔ عمر ۱۳ سال سے متجاوز نہ ہو۔ دو پارے پہلے سے یاد کرنے والوں کو ترجیح دی جائیگی۔ **درجہ تخصص فی الفقہ الاسلامی والافتاء** : درجہ تخصص فی الفقہ الاسلامی والافتاء کیلئے داخلہ درخواست ۱۰ شوال بمطابق ۱۱/ مئی بروز بدھ تک دفتر اہتمام میں جمع کرائی جائیں گی اور انٹری ٹیسٹ ۱۶ شوال بمطابق ۱۷/ مئی بروز منگل صبح 9:00 بجے ہوگا۔ نوٹ : تخصص فی الفقہ الاسلامی والافتاء کا دورانیہ دو سال ہوگا۔

تخصص فی الحدیث، تخصص فی اللغةالعربية: امسال جامعہ حقانیہ میں فضلائے کرام کیلئے دو نئے تخصصات ''تخصص فی الحدیث و تخصص فی اللغةالعربية'' کا آغاز کیا جا رہا ہے، انٹری ٹیسٹ ۱۶/ شوال ۱۴۴۳ھ بمطابق ۱۷/ مئی ۲۰۲۲ء بروز منگل ہوگا **نوٹ:۱** درجہ متوسطہ میں وہ طلباء داخلہ لینگے جو کہ ساتویں جماعت پاس ہوں **نوٹ:۲** داخلہ کے خواہشمند طلباء کیلئے نادرا شناختی کارڈ کا ہونا لازمی ہے اور جو امیدواران نابالغ ہیں وہ اپنے والد صاحب کا نادرا شناختی کارڈ ضرور لائیں اور ساتھ تین عدد پاسپورٹ سائز رنگین تصاویر بھی ضروری ہیں **نوٹ:۳** امسال حقانیہ میں شعبہ تجوید کا الگ شعبہ ہوگا جسمیں وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے نصاب کے مطابق حفاظ کیلئے دو سالہ کورس اور علماء کرام کیلئے یک سالہ کورس پڑھایا جائیگا **نوٹ:۴** ہر درجہ میں داخلہ کیلئے وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے تحتانی درجات کے اصلی سندات کا برائے معائنہ دکھانا لازمی ہے اور ساتھ ان ہی اسناد کے دو عدد فوٹوسٹیٹ بھی لانا ضروری ہے۔

نوٹ:۵ تمام قدیم طلباء کرام کا داخلہ رجسٹریشن کارڈ پر ہوگا لہٰذا قدیم طلباء کرام اپنے ساتھ رجسٹریشن کارڈ ضرور لائیں

نوٹ:۶ جو غیر ملکی طلباء کرام جامعہ میں داخلہ کے خواہشمند ہوں وہ پاکستانی ویزہ اور دیگر ضروری دستاویزات اپنے ساتھ ضرور لائیں **نوٹ:۷** قدیم طلباء کیلئے جو تاریخ مقرر کی گئی ہے وہ حتمی ہے، مقررہ تاریخ کے بعد کسی بھی طالبعلم کو داخلہ نہیں ملے گا

دارالعلوم کے نئے تعلیمی سال کا باضابطہ آغاز ان شاء اللہ ۱۷/ شوال ۱۴۴۳ھ بمطابق ۱۸/ مئی ۲۰۲۲ء بروز بدھ ہوگا

مبصر مولانا محمد اسلام حقانی
نائب مدیر ماہنامہ ''الحق''

تعارف وتبصرہ کتب

● **انوارالسنن شرح آثارالسنن** شارح: شیخ الحدیث حضرت مولانا مسعود احمد مدظلہ

ضخامت: تین جلدیں (اول ۴۷۰، دوم ۴۹۶، سوم: ۵۱۶ صفحات) ناشر: مکتبہ حقانیہ ملتان 03006345306

انوارالسنن مولانا ظہیر احسن شوق نیموی حنفیؒ (م۱۳۲۲ھ) کی مشہور کتاب ''آثارالسنن'' کی عربی شرح ہے۔ مولانا شوق نیمویؒ کا شمار برصغیر (پاک وہند) کے نامور علمائے حنفیہ میں ہوتا ہے آپ نے علومِ اسلامیہ میں حضرت مولانا عبداللہ غازی پوریؒ، مولانا محمد سعید عظیم آبادیؒ اور مولانا عبدالحی لکھنویؒ اور مولانا فضل الرحمٰن گنج مرادآبادیؒ سے اکتسابِ فیض کیا تھا۔ مولانا نیمویؒ نے مختلف موضوعات پر عربی واردو میں کئی کتابیں تالیف فرمائیں۔ ''آثارالسنن'' ان کی مشہور ومعروف کتاب ہے جو کہ آج کل وفاق المدارس کے درجہ خامسہ کے نصاب میں بھی شامل ہے، آثارالسنن کی اہمیت، عظمت اور ثقاہت کیلئے اتنی بات کافی ہے کہ علامہ انورشاہ کشمیریؒ نے نہ صرف یہ کہ اس کو ثقہ قرار دیا ہے بلکہ اس پر حواشی بھی تحریر فرمائے ہیں جس کا ایک نسخہ حضرت بنوریؒ کے ذریعے مولانا طاسینؒ کے مجلس علمی کراچی کو ملا، حال ہی میں جامعہ بنوری ٹاؤن کے شعبہ تخصص کے طلبہ نے اس پر کام کیا ہے اور عنقریب شائع بھی ہوگا شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی مدظلہ آثارالسنن کے پہلے شارح ہیں، جنہوں نے ''توضیح السنن شرح آثارالسنن'' کے نام سے دو جلدوں پر مشتمل اردو زبان میں ضخیم شرح لکھی ہے۔

زیر تبصرہ کتاب انوارالسنن کے شارح شیخ الحدیث حضرت مولانا مسعود احمد صاحب ہیں جو مشہور محقق شیخ الحدیث حضرت مولانا فیض احمد صاحبؒ (جنہوں نے ہدایہ کی شرح البنایہ پر تحقیق وتعلیق کا کام کیا ہے) کے قابل فخر فرزند اور علمی جانشین ہیں، انہوں نے عربی زبان میں آثارالسنن کی شرح تین ضخیم جلدوں میں لکھی ہے، مولانا مسعود احمد صاحب کو علم وتحقیق اور شوق حدیث اپنے عظیم والدؒ سے ورثہ میں ملا ہے۔ آثارالسنن کی شرح انوارالسنن میں آپ کا اسلوب یہ ہے کہ کتاب اور باب کے شروع میں لغوی اور اصطلاحی معانی ذکر کرتے ہیں، پھر حدیث کے الفاظ کی شرح، بعد میں راوی کے احوال ذکر کرتے ہیں، شرح میں جتنے بھی روایات وارد ہیں، سب کی تحقیق وتخریج حاشیہ میں لکھتے ہیں، اسی طرح

احناف اور دیگر ائمہ کے درمیان اختلاف اور فریقین کے دلائل مع ترجیح راجح ذکر کرتے ہیں۔حدیث سے متعلق فروعی مسائل کو بھی مدلل انداز میں ذکر کرنا شارح کا خاصہ ہے۔عربی زبان کی یہ ضخیم وعظیم شرح علما،طلبہ،تحقیق وتخریج کام کرنے والوں کے علاوہ ہر کتب خانہ کی ضرورت ہے(مبصر:مولانا حبیب اللہ حقانی)

● **حضرت خلیفہ مہدی احادیث صحیحہ کی روشنی میں** ضخامت:۱۳۶صفحات

مؤلفین: مفتی ابوبکر جابر قاسمی ومفتی رفیع الدین حنیف قاسمی ناشر: مکتبہ الایمان کراچی۔ 03212466024

قریب قیامت کی علامات میں سے ایک بڑی علامت امام مہدی کا ظہور بھی ہے جو کہ صحیح احادیث سے ثابت ہے، اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول بھی اسی امام مہدی کے زمانے میں ہوگا،حضرت خلیفہ امام مہدی پر ہر زمانہ میں علماء ومشائخ نے تفصیلاً لکھا ہے کیونکہ جس طرح نبوت کے جھوٹے دعویدار پیدا ہوتے رہے تو اسی طرح مہدویت کے دعویدار بھی ظاہر ہوتے گئے،اسی وجہ سے علمائے امت نے ان جھوٹے مدعیان نبوت و مدعیان مہدوویت کے خلاف خوب لکھا اور اب بھی لکھ رہے ہیں، انہی علماء میں مولانا مفتی ابوبکر جابر قاسمی صاحب اوران کے رفیق کار مولانا مفتی رفیع الدین حنیف قاسمی صاحب بھی ہیں جنہوں نے اس اہم موضوع پر صحیح احادیث جمع کیں اور تخریج و تحقیق کرکے اسے نہایت مثبت انداز میں امت کے سامنے پیش کیا، یہ رسالہ درجنوں کتابوں کا خلاصہ اور نچوڑ ہے ہر مسلمان کے لئے اس کا مطالعہ کرنا ضروری ہے۔(مبصر: مولانا حبیب اللہ حقانی)

● **حدیث کے اصول ومصطلحات منہج حنفی کی روشنی میں** ضخامت:۳۹۲صفحات

مؤلف: حضرت مولانا عبداللہ لاجپوری صاحب ناشر: مکتبہ الایمان کراچی۔ 03212466024

اصول حدیث میں حضرات احناف کے منہج پر اب تک کئی کتابیں لکھی جاچکی ہیں، مولانا عبدالمجید اللہ الترکمانی کی کتاب دراسات فی اصول الحدیث علی منہج الحنیفہ اور محمد خلیفہ کیانی کی کتاب منہج الحنیفة فی نقد الحدیث بین النظر والتطبیق اور اردو میں شیخ الحدیث مولانا سرفراز خان صفدرؒ کے پوتے مولانا عمار خان ناصر کی ''فقہائے احناف اور علم حدیث :اصولی مباحث'' حال ہی میں اسی موضوع پر لکھی گئی ہیں۔اردو زبان کی وسعت اور موضوع کے ہمہ گیر ہونے کے پیش نظر حضرت مولانا عبداللہ لاجپوری صاحب (استاد دارالعلوم اسلامیہ عربیہ ماٹلی والا بھروچ) نے شیخ الحدیث حضرت مولانا اقبال ٹنکاروی صاحب (مہتمم دارالعلوم اسلامیہ عربیہ ماٹلی والا بھروچ) کی نگرانی اور سرپرستی میں ایک ضخیم مقالہ تیار کیا۔جس میں مکتب فکر حجازی وعراقی کی وضاحت، حدیث کے مقبول وغیر مقبول ہونے کے سلسلے میں علمائے عراق کے اصول،محدثین واحناف کے درمیان اصطلاحات اصول حدیث کا موازنہ،

حنفیہ کے عمل بالحدیث پر خصوصی توجہ حدیث کے قبول ورد کے بارے میں احناف کا ذوق،نقد حدیث میں اصول درایت سے استفادہ جیسے اہم عنوانات کو موضوع بحث بنایا گیا۔ دورہ حدیث کے طلبہ کے علاوہ تخصصات کے طلبہ اور علماء کے لئے بھی کتاب خاصے کی چیز ہے(مبصر:مولانا حبیب اللہ حقانی)

● **صرف کی قرآنی مثالیں** مرتب: مولانا غیاث احمد رشادی

ضخامت:۱۳۱صفحات ناشر: مکتبہ الایمان کراچی رابطہ نمبر: 0321 2466024

درس نظامی میں علم الصرف کی اہمیت، حیثیت اور ضرورت اہل علم سے مخفی نہیں، قرآن و حدیث کے گرانقدر کتابوں کو صحیح معنوں میں سمجھنے کیلئے علم صرف میں مہارت تامہ اور پختگی لازمی ہے،اس کی افادیت سے کسی کو انکار نہیں اور علم صرف میں مہارت حاصل کرنا اس لئے ضروری ہے تاکہ ہم قرآن وحدیث میں مذکور الفاظ کی ٹھیک سے شناخت حاصل کریں،علم صرف پڑھانے کے دوران فعل فعالا کے بجائے قرآن مجید سے مثالیں پیش کرنا چاہیئے تاکہ ایک طالب علم آسانی سے سمجھ سکے، عام طور پر طلبہ کی ذہن اس طرف نہیں جاتا اور قرآن وحدیث سے مثالوں کی استخراج کی طرف توجہ نہیں ہوتی، یہ ایک المیہ ہے، عالم عرب میں اس پر کام ہوا ہے تاہم اردو میں اس طرح مستقل کتابیں بہت کم دستیاب ہے جس میں علم صرف کی قرآنی مثالیں موجود ہوں، اس ضرورت کی پیش نظر مولانا غیاث الدین رشادی نے اس پر خامہ فرسائی کی ہے۔زیر تبصرہ کتاب ''صرف کی قرآنی مثالیں'' میں مؤلف موصوف نے قرآن مجید سے صرفی مثالوں کو جمع کیا ہے، ثلاثی مجرد، ثلاثی مزید فیہ وغیرہ کے جن جن ابواب سے فعل ماضی،فعل مضارع، اسم فاعل اور فعل نہی کے جتنے صیغے قرآن مجید میں مستعمل ہوئے ہیں ان کی سینکڑوں مثالیں تقریبا نوسوسوالات جوابات کی شکل میں پیش کر دیا ہے۔ یہ کتاب بیک وقت علماء وطلباء دونوں کیلئے لائق استفادہ و قابل حفظ ہیں، اس سے علم الصرف میں بصیرت پیدا ہوگی اور قرآن مجید سے صیغے اخذ کرنے میں بہت آسانی ہوگی، اچھی کوشش ہے، اللہ قبول فرمائے۔(آمین)

● **نحو کی قرآنی مثالیں** مرتب: مولانا غیاث احمد رشادی

ضخامت:۱۰۶صفحات ناشر: مکتبہ الایمان کراچی رابطہ نمبر: 0321 2466024

علم النحو کو علوم ادبیہ اور لغت عربی میں ایک اہم مقام حاصل ہے جو قران مجید کے فہم کیلئے ایک اساس اور بنیادی حیثیت رکھتی ہے،علم نحو پر دینی مدارس کے نصاب میں کئی متداول کتابیں شامل ہیں،عموماً دینی مدارس کے مبتدی طلباء نحو کے اصول وقواعد کو سمجھنے کیلئے دوسری متعدد مثالیں تلاش کرتے ہیں جیسے ضرب زید وغیرہ۔عالم عرب میں قرآنی امثلہ پر متعدد کتابیں ملتی ہے تاہم اردو کے

دامن میں یہ تشنگی پائی جاتی ہے، اس ضرورت اور تشنگی کو محسوس کرتے ہوئے مولانا غیاث احمد رشادی نے اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے ایک اچھا سلسلہ شروع کیا۔زیر تبصرہ کتاب ''نحو کی قرآنی مثالیں'' میں مؤلف موصوف نے علم النحو کے تمام قواعد اور اصول کی قرآنی مثالیں ایک ہزار سے زائد سوالات و جوابات کی شکل میں پیش کی ہے، یہ ایک اچھا اور مستحسن اقدام اور اچھی کاوش ہے، قرآن مجید کو سمجھنے کے خواہش مند اساتذہ وطلباء کیلئے یہ کتاب یقیناً نفع بخش ثابت ہوگی، یہ ایک قابل قدر سوغات اور انمول تحفہ ہے اللہ اس کوشش کو قبول فرمائے (آمین)

- **نقوش علم** تالیف: شیخ الحدیث مولانا زبیر احمد صدیقی ضخامت:۶۲۴صفحات

ناشر: مکتبہ رشیدیہ جامعہ فاروقیہ شجاع آباد ملتان، رابطہ نمبر: 03226102570

شیخ الحدیث حضرت مولانا زبیر احمد صدیقی صاحب ایک معروف علمی و روحانی شخصیت ہیں جو تعارف کے محتاج نہیں، آپ جامعہ فاروقیہ شجاع آباد ملتان کے مہتمم و شیخ الحدیث ہونے کے ساتھ ساتھ جامعہ فاروقیہ کے ترجمان مجلّے ماہنامہ ''صدائے فاروقیہ'' کے مدیر بھی ہیں، آپ ایک اچھے مصنف اور صاحب اسلوب قلم کار ہیں، آپ کے مضامین وقتاً فوقتاً ملک کے مختلف جرائد اور اخبارات میں چھپتے ہیں، موصوف کی تحریریں مختلف موضوعات پر ہوتی ہے جن سے اہل علم اور عامہ الناس دونوں یکساں طور پر مستفید ہوتے رہتے ہیں، آپ کی مضامین سینکڑوں کی تعداد میں ہے جو اہل علم سے داد تحسین وصول کرچکے ہیں، آپ کی تحریریں مختلف جرائد اور اخبارات میں بکھری پڑی تھی دوست اور احباب کے ایماء وتحریک پر انہوں نے ان تمام مضامین کو یکجا کتابی صورت میں شائع کرنے کا تہیہ کرکے منظر عام لانے کا عزم کیا اور اس عزم کو عملی جامہ پہناتے ہوئے یہ تحریریں مختلف موضوعات پر مختلف ناموں سے مختلف مجموعوں کی صورت میں مرتب کرنے کی سعادت حاصل کی، زیر تبصرہ کتاب ''نقوش علم'' بھی انہی مجموعوں میں سے ایک ہے جو علم کے حوالے سے ہیں، یہ مجموعہ قرآن کریم کے نادر تحقیقی دروس، دینی مدارس اور اکابر و مشائخ کی سیرت وسوانح پر لکھے گئے ایمان افروز اور رہنما مضامین کا مرقع ہے، تین ابواب اور ایک سو سولہ مضامین پر مشتمل اس مجموعہ میں باب اول دروس قرآن، باب دوم دینی مدارس، باب سوم تذکرہ علما ومشائخ وغیرہ کے مباحث پر مشتمل ہیں، چونکہ ان تمام مضامین کا تعلق علم اور اہل علم سے ہے اس لئے نام بھی اس کتاب کا ''نقوش علم'' رکھا ہے، اپنے موضوع پر ایک اچھی کاوش ہے، اللہ شرف قبولیت سے نوازے (مبصر: مولانا اسامہ سمیع)

- **سیرت طیبہ قرآن حکیم کی روشنی میں** تالیف: مولانا غیاث احمد رشادی

ضخامت:۱۸۴ صفحات ناشر: مکتبہ الایمان کراچی، رابطہ نمبر 03323552382

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسا موضوع ہے جس پر اب تک لامحدود انداز میں بہت ساری زبانوں میں مختلف اسالیب کے تحت بہت کچھ لکھا گیا ہے اب تک عاشقان رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اس پر خامہ فرسائی کرتے رہتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت ہم سب کیلئے ایک نمونہ اور مثال ہے اور ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر چلنے کی ہدایت اور تلقین کی گئی ہے آپ کی سیرت کے متعلق قرآن کریم میں جتنی بھی آیات مذکور ہے اسکی تشریح مولانا غیاث الدین رشادی نے نہایت عالمانہ اسلوب میں پیش کی ہے۔ زیرتبصرہ کتاب ''سیرت طیبہ قرآن حکیم کی روشنی میں'' ان آیتوں کو مختلف ابواب میں تقسیم کر کے اس کی تشریح کی ہے، پہلا باب: وہ آیتیں جن کا تعلق ماقبل بعثت سے ہے، دوسرا باب: آپ کا مقام، مرتبہ، منصب اور ذمہ داری، تیسرا باب: آپ کی حیثیت و عظمت، چوتھا باب: آپ کی اتباع و اطاعت، پانچواں باب: آپ کی نافرمانی کے نتائج، چھٹا باب: وہ آیتیں جن میں آپ سے سوال کیا گیا، ساتواں باب: وہ آیتیں جن میں آپ کو تسلی دی گئی، آٹھواں باب: وہ آیتیں جن میں آپ کو کسی کام کا حکم دیا گیا، نواں باب: وہ آیتیں جن میں آپ کو یاایہا النبی یا ایہا الرسول کے ذریعے خطاب دیا گیا، گیارواں باب: وہ آیتیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ پر کیا کیا احسانات و انعامات کی گئی، بارھواں باب: وہ آیتیں جن سے آپکے اخلاق حسنہ کا پتہ چلتا ہے۔ سیرت کے موضوع سے دلچسپی رکھنے والوں کے لئے یہ ایک انمول تحفہ اور سوغات ہے۔

● **بدایہ النحو فی تسهیل هدایة النحو** تالیف: ابواحسان محمد عثمانی

ضخامت: ۲۳۷ صفحات ناشر: مکتبہ زمزم کراچی، رابطہ نمبر 03028478552

علم النحو میں ہدایۃ النحو کی اہمیت سے دینی مدارس کے علماء اور طلبا واقف ہیں درس نظامی میں یہ کتاب ابتدائی درجات کے نصاب میں شامل ہے، یہ کتاب طلباء میں علم نحو سے واقفیت پیدا کرنے میں اہم کردار ادا کر رہا ہے اور عام اور آسان بھی ہے، عربی فارسی اردو پشتو میں اس کتاب کی بہت سارے شروحات اور تسہیلات لکھی گئی ہے، اس سلسلہ کی ایک حسین کڑی جامعہ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی کے نہایت فاضل مدرس مولانا ابواحسان محمد عثمانی کی مرتبہ تسہیل بھی ہے۔

زیرتبصرہ کتاب بدایة النحو فی تسهیل هدایة النحو میں فاضل مصنف نے سوال و جواب کے انداز میں نہایت سہل عام فہم اسلوب میں ہدایۃ النحو کی تسہیل مرتب کی ہے اور آخر میں ہر مبحث کے تحت نہایت عام انداز میں تمارین اور مشق بھی پیش کی ہے جس سے طلبہ وہی بحث خوب ازبر کر سکتے ہیں، علم النحو خاص کر درجہ ثانیہ کے اساتذہ اور طلبہ کے لئے ایک نافع اور مفید کتاب ہے، اللہ کرے طلبہ و علماء اس سے مستفید ہوسکیں۔ (آمین)